رسالہ فیض مقالہ الموسومہ بہ

چہل حدیث

اربعین

فی

فضائل سیّد المرسلین

تصنیف

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

قاری منظور احمد صاحب نقشبندی خطیب مسجد انوار مصطفیٰ نوشہرہ ورکاں

رسالہ فیض مقالہ الموسومہ بہ

چہل حدیث

اربعین

فی

فضائل سیّد المرسلین

تصنیف

حضرت مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی

ناشر

قاری منظور احمد صاحب نقشبندی خطیب مسجد انوار مصطفےٰ نوشہرو ورکاں

نام کتاب	اربعین فی فضائل سید المرسلین ﷺ
تصنیف	علامہ فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ (بہاول پور)
نظر ثانی	علامہ الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مدظلہ۔ نوشہرہ ورکاں
مصحح و ناشر	قاری منظور احمد نقشبندی
بار اول	جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ / اکتوبر ۱۹۹۷ء
صفحات	۸۰
تعداد	ایک ہزار

ملنے کا پتہ

- انجمن جامع مسجد انوار مصطفیٰ، نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ
- مکتبہ حضرت میاں شیر ربانی علیہ الرحمتہ، شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نگاہ اول

الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مجددی مدظلہ

انجمن انوار مصطفیٰ نوشہرہ ورکاں کے اراکین مبارک بادی کے مستحق ہیں جنھوں نے کچھ عرصہ قبل جامع مسجد انوار مصطفیٰ، محلہ اسلام پورہ میں اس کی بنیاد رکھی اور بتدریج دینی و رفاہی کاموں میں حصہ لینا شروع کیا۔

یہ انجمن عزیز القدر مولانا قاری محمد منظور احمد نقشبندی زیدہ مجدہ کے تلامذہ کی ہے جو اسی مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں، ان ہونہار طلباء نے مختلف امور میں اپنی خدمات کو وقف کر رکھا ہے، مقدس کاغذات کی حفاظت، شہر کے ہر چوک کا عمدہ نام رکھ کر غرباء کی حسب استطاعت، معاونت اور طلباء میں محافل دینیہ کے انعقاد کا جذبہ پیدا کرنا، اس سلسلہ میں انجمن انوار مصطفیٰ ﷺ پیش پیش ہے۔

پیش نظر کتاب کی اشاعت بھی ان کا ایسا کارنامہ ہے جو ہمیشہ زندہ رہے گا جب تک یہ رسالہ لوگوں کے مطالعہ رہے گا ان کے نامہ اعمال میں حسنات کا اضافہ ہوتا جائے گا، گویا کہ رسائل و کتب دینیہ کی اشاعت صدقہ جاریہ ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا الموصوف اور ان کی سرپرستی میں یہ تنظیم روز بروز ترقی پذیر ہو اور ان کی مساعی جمیلہ بارگاہ رب العالمین میں قبولیت کا شرف پائیں۔ آمین ثم آمین، بجاہ طٰہٰ و یٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

دعاگو

قاری غلام عباس نقشبندی

ناظم اعلیٰ جامعہ رضائے مصطفیٰ

موتی مسجد۔ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ

۲۹ ستمبر / پیر ۱۹۹۷ء

پیش لفظ

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مرنے کے بعد انسان کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین شخصوں کے ان میں ایک اولاد صالح ہے جو میت کی قبر میں اس کی نجات کا موجب بنے وہ میت خوش نصیب ہے جس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد اس کے لیے دعاء استغفار و ایصال ثواب کرے ان خوش نصیبوں میں بابا مہر دین مرحوم و مغفور بھی ہیں جن کے پوتے قاری منظور احمد صاحب ہیں جو اپنے دادا کے لیے ایصال ثواب کے لیے بہترین سرمایہ رسالہ الاربعین فی فضائل سید المرسلین، شائع کر رہے ہیں جتنا لوگ اس رسالہ کو پڑھینگے اتنا ثواب پڑھنے والوں کے علاوہ مرحوم و مغفور کے عملنامہ میں لکھا جائیگا مولی عزوجل سے دعاء ہے کہ بوسیلہ جلیلہ نبی پاک شہ لولاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناشر کی سعی مشکور فرمائے (آمین)

الدال الی الخیر کفاعلہ — اس اشاعت کے دراصل اجر و ثواب کے مستحق حضرت الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مدظلہ ہیں جن کے مشورہ سے یہ رسالہ شائع کیا جا رہا ہے اور موصوف نہ صرف یہ رسالہ بلکہ خود بھی اور دوسرے شاگردوں سے بھی مختلف رسائل مفت شائع کراتے ہیں جزاہ خیر الجزاء۔

اپیل :- اہل اسلام سے اپیل ہے کہ اپنے لیے اور اپنے اعزہ و اقارب کے لیے اسلامی رسالے اور کتابیں مفت شائع کریں اسی کا نام صدقہ جاریہ ہے جس کا تاقیامت اجر و ثواب نصیب ہوتا رہیگا

وما علینا الا البلاغ

مدینہ کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان ۶ ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ بروز پیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کما حقہٗ تعریف نہیں ہو سکتی۔ جتنا مبالغہ اور غلو سے تعریف کریں حقیقۃً کم ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی وعملی، خلقی وخُلقی، صُورتی وسیرتی حُسن وجمال، فضائل وکمال، محامد ومحاسن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

چند آیاتِ قرآنیہ سے اس کا ثبوت

ا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ۔ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (کنز الایمان)

(پ۳۰۔ کوثر، ع ا)

اور فضائلِ کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا۔ حُسنِ ظاہر بھی دیا۔ حُسنِ باطن بھی، نسبِ عالی بھی، نبوّت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقامِ محمود بھی، کثرتِ امّت بھی، اعداء دین پر غلبہ بھی، کثرتِ فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)، اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ "ساری کثرت پاتے یہ ہیں"۔ (اعلیٰ حضرت)

(اب کون ہے جو ان بے شمار اور بے نہایت فضائل اور خوبیوں کا شمار کر سکے) کوثر کثیر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ کوثر کے معنی حضرت عبد اللہ بن عباس وغیرہ ائمہ تفسیر سے خیرِ کثیر منقول ہیں۔ (بخاری، دُرِّ منثور، خازن ومدارک وغیرہ) یعنی بہت بھلائی۔ کثیر کی ضد قلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

کَمۡ مِّنۡ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ غَلَبَتۡ فِئَۃً کَثِیۡرَۃً۔ بہت سی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پہ غالب آئیں۔ جب کثیر قلیل کا مقابل ہے۔

اب یہ دیکھیں کہ رب کے نزدیک قلیل کی کتنی مقدار ہے۔ کیا رب کا بیان کردہ قلیل ہم شمار کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔ تم فرما دو، دُنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے۔

اب یہ دیکھیں دُنیا کا سامان کونسا ہے اور کتنا ہے۔ اناج گندم جو آٹا۔ باجرہ، چاول وغیرہ پھل، فروٹ، آم، کھجور، سیب، انگور، تربوز وغیرہ۔ اشیاء خوردنی۔ پانی، دُودھ، لسی، چائے وغیرہ پینے کی چیزیں گھوڑے، اُونٹ، خچر، گدھے، ہاتھی، سائیکل، سائیکل موٹر، سکوٹر، کاریں، جیپیں، رکشے، بسیں، گاڑیاں، ہوائی جہاز وغیرہ سواری کی چیزیں۔ غرض حیوانات، نباتات، جمادات، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں درا اربوں چیزیں ہیں جو دُنیا کا سامان ہیں اور ہمارے شمار سے باہر ہیں۔ رب نے فرمایا یہ سب قلیل ہیں کثیر نہیں۔ اور جو فضائل و کمالات اور نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ وہ قلیل نہیں۔ کثیر نہیں بلکہ کوثر یعنی کثیر در کثیر ہیں۔ جب ربّ اکبر کے ہاں کا قلیل بھی ہمارے شمار سے افزوں ہے۔ پھر اس کے ہاں کا کثیر اور پھر کثیر در کثیر کوثر! اس کا شمار کون کر سکتا ہے۔ اس کا کون حصر کر سکتا ہے۔ کس کی طاقت کہ اس کا احصاء اور احاطہ کرے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔ لفظ کوثر کی وُسعت پر اتمامِ حجّت کے لئے فریقِ آخر کا حوالہ ملاحظہ ہو۔ "کوثر کے معنی خیرِ کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس ۲۶ اقوال ذکر کئے ہیں۔ اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اِس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دُنیوی دولتیں اور حسّی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں اُمّتِ مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حوضِ کوثر بھی ہے۔" تفسیر عثمانی صفحہ ۷۸۸۔

فضائل و کمالات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک علمی دُوسرے عملی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دونوں کمالوں کو عظیم فرمایا۔ (مثلہ فی المواہب زرقانی جلد ۴ صہ ۲۴۵)

ملاحظہ ہو کمالِ علمی سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

۲۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ — اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری، اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ

اللّٰہِ عَلَیۡکَ عَظِیۡمًا - (پ۵ النساء ع ۱۷ - ۱۱۳) کا تم پر بڑا فضل ہے۔

جس ذاتِ بابرکات پر اللہ کا بڑا فضل ہو اُن کی فضیلت کون شمار کر سکتا ہے۔ کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ اس آیۃ میں حضورؐ کے کمالاتِ علمیہ کو عظیم فرمایا گیا۔

اس پر فریقِ آخر کا حوالہ دیکھو۔

"اس میں ... بیان ہے .... اس کا کہ آپ کمال علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اوّل ہے۔ سب سے فائق ہیں۔ اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے۔ جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ (تفسیرِ عثمانی صہ ۱۲۴)

کمالاتِ عملی

۳۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ۝[1] اور بے شک تمہاری خُو (خصلت) بڑی (پ ۲۹ - القلم - رکوع ۱) شان کی ہے۔

اس آیت میں حضورؐ کے اخلاق، سیرت، کردار کو عظیم فرمایا گیا۔ یعنی حضورؐ کے کمالاتِ عملیہ بھی عظیم ہیں۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حُسن و ادا کی قسم (اعلیٰ حضرت)

جب حضورؐ کے کمالاتِ علمیہ اور عملیہ دونوں کا عظیم ہونا اللہ عظیم و اعظم نے بیان فرمایا۔ اب کون ہے جو ربِّ عظیم کے بیان کردہ عظیم کمالات کا شمار کر سکے۔ نیز اُم المومنین سے خُلقِ عظیم کی تفسیر

---

[1] وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ

الخلق ملکة یصدر عنها الافعال بسھولة والخلق العظیم له حلی ما قالت

۱۔ ھو القرآن

۲۔ ھو الجود بالکونین والتوجه الی خالقھما

۳۔ ھو ما اشار الیه علیه السلام بقوله۔ صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الی من اساء الیك (نور الانوار صہ ۶)

میں منقول ہے کہ حضور کا خُلق قرآن ہے (مسند امام اعظم صـ۱۷۸) تو جیسا قرآن کے عجائب غیر محدود ہیں، اسی طرح حضور کے فضائل بھی غیر محدود ہوتے۔

لہٰذا الکماحقہٗ حضور کے فضائل و کمالات کا شمار نہیں ہوسکتا جتنا مبالغہ سے کہو کم ہے۔ ان دونوں آیتوں کی مزید تفسیر اسی کتاب کے باب اوّل فصل سوم اقوالِ علماء میں صـ۸۶ پہ از شفا اور صـ۹۰ و صـ۱۱۳ پہ از مدارج و عوارف و مواہب و زرقانی و جمع الوسائل و فیض القدیر ملاحظہ ہو)

۴۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ (پ۲۹ القلم۔ ع ۳)

اور ضرور تمہارے لیئے بے انتہا ثواب ہے۔

ثواب بھی تو ایک شرف اور فضیلت ہے۔ اور وہ ہے بے انتہا۔ اب کس کو حضور کی فضیلت کی انتہا مل سکتی ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ فضائلِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شمار اور بے حد و عد ہیں۔ لہٰذا الکماحقہٗ سیدِ عالم کی تعریف نہیں ہوسکتی جتنا کرو کم ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مقدس:۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ (پ۱۴۔ نحل۔ ع ۲)

اور اللہ کی (وہ نعمتیں گنو (جو حضور پہ ہیں) تو انہیں شمار نہ کرسکوگے۔

وَقَالَ سَهْلٌ[له] فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا قَالَ نِعْمَتُهٗ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (شفا شریف، جلد ۱ صـ۱۸)

علم و ورع میں بے نظیر امام سہل بن عبداللہ تستری متولد ۲۰۰ھ متوفی ۲۸۳ھ نے اللہ کے اس قول کی تشریح میں فرمایا کہ نعمت اللہ سے اللہ کی وہ نعمتیں مراد ہیں جو حضور پر ہیں۔

له الصالح المشهور الذی لم یسمح الدهر بمثله علما و ورعا وله کرامات مشهورة۔ نسیم الریاض جلد ۱ صـ۱۱۱۔ امام سہل بن عبداللہ تستری ایسے مشہور صالح ہو گزرے ہیں کہ زمانہ نے ان جیسا علم و ورع میں پھر نہ بخشا۔ پھر ایسی فیاضی نہ کی۔ ان کی کرامات مشہور ہیں۔ فانه کان صاحب الکرامات العالیة ولم یکن فی وقته له نظیر فی المعاملات ولم یزل یشغل فی الریاضة العملیة الیٰ ان کان یفطر فی کل یوم علیٰ اوقیةٍ من خبز الشعیر بلا ادام فکان یکفیه لقوته درهم واحد فی عام (باقی بر صفحہ آئندہ)

(نسیم الریاض جلد ۱، صـ۱۴۰، شرح شفا لعلی القاری جلد ۱، صـ۱۴۰، المواہب اللدنیہ جلد ۱ صـ، زرقانی شرح مواہب جلد ۳، صـ۱۸۶) اس آیت سے بھی صاف ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا شمار نہیں ہو سکتا۔

پھر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے کمالات کا ذکر چھوڑ دو۔ نہ۔ نہ بلکہ بحکم خداوندی مبالغہ سے ان کی تعظیم و تعریف و ذکرِ فضائل کیے جاؤ۔ اسی میں فلاحِ دارین ہے۔ ذکرِ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ اطمینانِ قلب ہے اور ان کا ذکرِ پاک عبادت ہے۔ اللہ عزّ وجلّ کا ارشاد ہے:۔

۶۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (پ۱۳۔ رعد ۲۸)
خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں:۔

عَنْ مُجَاهِدٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ قَالَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ۔ (شفا شریف جلد ۱، صـ۱۸)

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد خاص تابعی کبیر امام تفسیر حضرت مجاہد متولد ۲۱ھ، متوفی ۱۰۲/۱۰۳ھ (جو تفسیر اور علم میں امام ثقہ تھے، تقریب جلد ۲

(بقیہ صفحہ گزشتہ) وهو مع ذلك يقوم الليل كله ولا ينام واسلم عند وفاته يهود تنيف على التسعين لما رأوا الناس انكبوا على جنازته وشاهدوا اقواما ينزلون من السماء فيتمسحون بجنازته ويصعدون وينزل غيرهم فوجا بعد فوج۔ (شرح شفا للقاری جلد ۱ صـ۱۱۰ ۱۲ فیضی)

؎ ضروری تنبیہ، مختلف ذوات پر لفظ واحد کا اطلاق وحدتِ مفہوم کا مقتضی نہیں بلکہ ایک ہی لفظ کا مفہوم بوجہ اختلافِ مصداق و مخاطب مختلف ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ لہٰذا ناظرین عیاروں سے ہوشیار رہیں۔ ۱۲ فیضی

؎ روى عن ابى هريرة وابن عباس وعنه قتادة وابن عون كان اماما فى القرأة والتفسير حجة فى الحديث قال كان ابن عمر يأخذ لى بركابى ويسوى على ثيابى اذا ركبت...... اخرج له الست۔ (شرح شفا للقاری ج ۱ صـ۱۴۲ ومجاهد من كبار التابعين.... المفسر الزاهد العابد...... وثقه المحدثون كما ذكره الذهبى۔

متولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۲/۱۰۳ھ توفى وهو ساجد ملخصاً نسيم الرياض ج ۱ صـ۱۴۲ ۱۲ فیضی غفرلہٗ

ص ۲۲۹) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذِکرِ اللہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے صحابہ مُراد ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکرِ پاک سے دِلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۳ ص ۱۳۰، شرح شفا للقاری جلد ۱ ص ۱۴۲، قال الخفاجی قال السیوطی رواہ عنہ ابن جریر وابن ابی حاتم نسیم الریاض جلد ۱، ص ۱۴۲ رواہ عنہ ابن ابی شیبہ وابنِ جریر وابن المنذر وابنِ ابی حاتم وابو الشیخ " درمنثور سیوطی جلد ۴، ص ۵۸ (ملّا علی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں)

بِمُجَرَّدِ ذِكْرِهٖ وَذِكْرِ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ وَعِنْدَ نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ يَحْصُلُ لِلْقُلُوْبِ الْاِطْمِيْنَانُ وَالسَّكِيْنَةُ۔ (شرح شفا للقاری ج ۱، ص ۱۴۲)

محض ذِکرِ حضور اور ذکرِ صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ کیونکہ صالحین کے ذکرِ پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور بوقتِ نزولِ رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے :-

لَا اُذْكَرُ فِيْ مَكَانٍ اِلَّا ذُكِرْتَ مَعِيْ يَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَكَرَنِيْ وَلَمْ يَذْكُرْكَ فَلَيْسَ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ نَصِيْبٌ۔ (درِ منثور ج ۶، ص ۴۰۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جہاں میرا ذِکر ہوتا ہے تیرا ذِکر (بھی) میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذِکر کیا اور تمہارا ذِکر نہ کیا۔ تو جنت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں۔

قال اعلیٰ حضرت :

ذکرِ خدا جو ان سے جُدا چاہو نجدیو
واللہ ذِکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

ہمارے آقا و مولیٰ کریم رؤف و رحیم حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ۔ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاذ) جامع صغیر للسیوطی ج ۲، ص ۱۹ الفتح الکبیر للنبہانی ج ۲، ص ۱۲۰، فیض القدیر للمناوی ج ۳ ص ۵۶۴

انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا، اُن کے فضائل بیان کرنا اُن کی تعریف کرنا اللہ کی عبادت ہے نیکوں کا (اللہ کے ولیوں کا) ذکر کرنا (ان کے فضائل و حالات بیان کرنا اُن کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے یعنی ولیوں کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

(ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ) قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ۔ السراج المنیر جلد ۲ ص ۲۹۹ للعزیزی۔

جب انبیاء کا ذکر عبادت ہے تو سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر

(حاشیہ:) [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الطیبین الطاہرین۔

اما بعد! دور جوں جوں قیامت کو قریب ہوتا رہا ہے امت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہوتی جا رہی ہے فقیر یہ تحفہ امت کی خدمت میں پیش کر رہا ہے تاکہ اپنے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کریں کیونکہ فقیر کا تجربہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا قرب آپکے فضائل وکمالات کو دل میں جگہ دینے سے بھی نصیب ہوتا ہے اور ساتھ ہی بہشت کا ٹکٹ بھی کیونکہ

حدیث شریف میں ہے۔

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِہَا بَعَثَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ زُمْرَۃِ الْفُقَہَآءِ وَالْعُلَمَآءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْہًا عَالِمًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ کُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَافِعًا وَّشَہِیْدًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ قِیْلَ لَہٗ اُدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شِئْتَ،،

فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری امت سے چالیس حدیثیں جو کہ دین کے بارہ میں ہوں یاد کرے اللہ تعالیٰ اس کو فقہا اور علماء کے زمرہ میں اٹھائے گا ایک روایت میں ہے

کہ اللہ اس کو فقیہہ عالم مبعوث کرے گا ایک روایت میں ہے کہ میں اس کے لیے شافع و شہید ہوں گا ایک روایت میں ہے کہ اس کو حکم ہو گا کہ جنت کے جس دروازہ کے راستہ سے چاہے داخل ہو،،

اور اس کا نام، الاربعین فی فضائل سید المرسلین رکھا وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی حبیبہ الرؤف الرحیم -

الفقیر القادری ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۸ محرم ۱۴۱۲ھ - ۱۰ اگست ۱۹۹۱ء

بہاول پور (بروز ہفتہ)

(پاکستان)

مقدمہ

ہمارے دور میں ایک مرض سفیر بہت زیادہ لوگوں میں پھیل رہا ہے کہ احادیث ناقابل قبول ہیں اس قسم کے لوگوں کو اہل علم منکرین حدیث کہتے ہیں اگرچہ وہ خود کو اہل قرآن بتلاتے ہیں اس قسم کے مریضوں اور عاشقان رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ مجموعہ تیار کیا گیا ہے اس کا آغاز آیت قرآنی سے ہوتا ہے تاکہ مریض قلب کو شفا اور قلب عاشق کو جلاء نصیب ہو (آمین)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین

(سورۃ آل عمران آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں

(ترجمہ اعلیٰ حضرت)

فائدہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ الآفاق تصنیف الخصائص الکبریٰ میں فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ساری مخلوق کے لیے عام ہے حضرت شیخ تقی الدین سبکی اپنی کتاب التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ میں فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے انتہاء عظمت کا اظہار ہے اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ آپ اگر کسی رسول کے زمانہ میں تشریف لائیں تو اس رسول کے بھی آپ نبی اور رسول ہوں گے تو آپ کی نبوت اور رسالت آدم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک کی ساری مخلوق کے لیے عام ہے سب انبیاء اور ان کی امتیں آپ کی امت ہیں اور آپ کا فرمان بعثت الی الناس کافۃ آپ کے زمانہ سے قیامت تک کے لوگوں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ آپ کے زمانہ سے پہلے زمانہ کے لوگوں کو بھی شامل ہے۔

فائدہ اس تشریح سے آپ کے ارشاد کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد کا معنی بھی واضح ہو گیا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم اور روح ابھی جمع نہیں ہوا تھا اس وقت بھی میں نبی تھا یعنی آپ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے نبی تھے اور وصف نبوت سے بالفعل متصف تھے جس نے علم الٰہی میں نبی ہونے کا معنی بتایا ہے وہ اس معنی کو نہیں پہنچا کیوں کہ علم الٰہی میں نبی ہونے کا معنی بتایا ہے وہ اس معنی کو نہیں پہنچا کیوں کہ علم الٰہی میں نبی ہونا آپ کی خصوصیت نہیں علم الٰہی میں

تو سر بی نبی تھا اس لیے حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر آپ کا نام محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا اس سے بھی پتہ چلا کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے آپ رسول اللہ تھے آپ نے اپنی امت کو اپنا یہ کمال بتایا کہ آپ کی قدر و منزلت پہچانیں اور آپ سے کسب کمال کریں

(الخصائص الکبریٰ جلد اول صـ۹۰۸)

تفسیر آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عالم ارواح میں عہد لیا کہ میں تم کو کتاب و حکمت دے کر عالم دنیا میں بھیجوں گا پھر تمہارے بعد ایک عظیم الشان رسول آئے گا اگر تم اس رسول کو پاؤ تو اس کے مومن اور ناصر بن کر رہنا اور حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ اپنے زمانہ سے پہلے لوگوں کے بھی نبی ہیں اور آپ اس وقت میں بھی وصف نبوت سے متصف تھے جب آدم علیہ السلام کے جسم اور روح میں ربط اور اتصال پیدا نہیں ہوا تھا اور حدیث پاک میں یہ بھی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب روحوں سے الست بربکم فرمایا تھا تو سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بلیٰ کہا تھا آپ کا جواب سن کر سب نے بلیٰ کہا گویا اس وقت بھی آپ فرائض نبوت انجام دے رہے تھے جب ثابت ہو گیا آپ نبیوں کے نبی اور مقتدا ہیں تو پوری کائنات میں نہ آپ کا کوئی ہم سر ہوگا اور نہ کوئی آپ سے برتر آپ کی اس یقینی برتری کی وجہ سے سب نبی اور ان کی امتیں آپ کے لواء الحمد کے نیچے ہوں گی اور قیامت میں ساری مخلوق پر الاطلاق برتری آپ ہی کو حاصل ہو گی۔

آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور جو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل نبی تھا آدم علیہ السلام میں ودیعت اور امانت رکھا گیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو بشر بنا کر آدم علیہ السلام کی نسل سے ظاہر کرنا تھا چوں کہ یہ نور برتر مطلق تھا اور اس کے سب صفات علی الاطلاق اکمل تھے عبدیت، طہارت، اخلاص، ہدایت ایسے تمام صفات کی اکملیت آپ میں علی الوجہ الاتم موجود تھی وصف اکملیت طہارت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ جن پشتوں اور رحموں کے راستہ سے گزر فرمائیں ان سب پشتوں اور رحموں کو پاک کر دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سب پشتوں اور رحموں کو سفاح جاہلیت سے پاک کر دیا اور آپ کے سب حاملوں کو کفر اور شرک کی نجاست سے بھی پاک کر دیا آپ نے فرمایا

لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات)

میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کی رحموں کی طرف منتقل کیا جاتا رہا،، جب آپ نے اپنے حاملین اور حاملات، کو پاک کے لفظ سے تعبیر فرمایا تو ضروری ہو گیا کہ آپ کے جمیع آباء موحد ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما المشرکون نجس سے مشرکین کی نجاست یقینی ہے لہذا آپ کے آباء سے کسی نے شرک نہیں کیا اور نہ زنا کیا ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا ہے کہ آذر حضرت ابراہیم کا والد نہیں تھا بلکہ چچا تھا عربی زبان میں چچا کو بھی اَبْ کہدیا جاتا ہے اس کی مزید تحقیق فقیر کی تصنیف اصل الاصول،، میں دیکھئے)۔

مسئلہ علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کا خون اور پیشاب، پاخانہ پاک ہیں کیونکہ آپ نے آپ کے پیشاب پینے والوں کو شفا کی بشارت دی ہے تو جب آپ کے فضلات شریفہ شفا ہوئے تو ان کا طاہر ہونا ضروری ہوا کیوں کہ شفا اعم مطلق ہے اور طاہر اخص مطلق یعنی ہر شفا کا طاہر ہونا ضروری ہے اور ہر طاہر کا شفا ہونا ضروری نہیں شفا اور طاہر میں نسبت عموم وخصوص مطلق ہے

نوٹ فضائل کا آغاز حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی طہارت سے ہو رہا ہے تاکہ وفادار امتی کو دل میں خوشی ہو کہ جس ذات کے فضلات مبارکہ طیب وطاہر ہیں وہ خود ذات کتنا اعلیٰ وارفع ہوگی۔

حدیث (۱)

اخرج البزاز والطبرانی والحاکم والبیھقی وابونعیم فی الحلیۃ من حدیث عامر بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ قال احتجم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فاعطانی الدم فقال اذھب فغیبہ فذھبت

حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سینگی کے ذریعہ اپنا خون نکلوایا اور اپنا خون مجھے دیا اور فرمایا کہ اس کو لے جا اور کہیں چھپا دے میں لے کر گیا اور وہ خون پی لیا پھر آپ کی خدمت

فشربته فاتيته صلى
اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم
فقال ما صنعت قلت
غيبته قال لعلك شربته
قلت شربته وفي رواية
قلت جعلته في اخفى
مكان ظننت انه خاف
عن الناس قال لعلك
شربته قلت شربته
فقال ويل لك من الناس
وويل للناس منك وفي
رواية فقال رسول اللّٰه
صلے اللّٰه تعالىٰ عليه وعلىٰ
آله وسلم فما حملك
علىٰ ذالك قال علمت ان
دمك لا تصيبه نار
جهنم فشربته لذالك
فقال ويل لك من الناس
وعند الدار قطني من
حديث اسماء بنت ابي
بكر نحوه وفيه لا

میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا
کہ خون کہاں گیا میں نے عرض
کیا اس کو چھپا دیا ہے فرمایا
کہ شاید تو نے اُسے پی لیا ہے
میں نے کہا پی لیا ہے دوسری
روایت کے یہ الفاظ ہیں میں
نے کہا اس کو ایسی مخفی جگہ پر
رکھا ہے جو میرے خیال میں
لوگوں سے پوشیدہ ہے تو فرمایا
شاید تو نے اسے پی لیا ہے میں
نے کہا ہاں پی لیا ہے تو میں نے
فرمایا تجھ کو لوگوں کی طرف سے
مصیبت پہنچے گی اور لوگوں کو
تیری طرف سے مصیبت پہنچے
گی ایک دوسری روایت میں
یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے
فرمایا کہ تجھے ایسا کرنے پر کس
چیز نے ابھارا تو میں نے کہا
کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے
خون کو دوزخ کی آگ ہرگز

تمسک النار وفی کتاب الجوھر المکنون فی ذکر القبائل والبطون انہ لما شرب ای عبد اللہ بن الزبیر دمہ تضوع فمہ مسکاً وبقیت رائحتہ موجودۃ فی فمہ الی ان صلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المواہب اللدنیہ ج ا ص ۱۷۱)

نہیں چھوئے گی اسی وجہ سے ہیں نے پی لیا ہے آپ نے فرمایا کہ تجھ کو لوگوں کی طرف سے مصیبت پہنچے گی دار قطنی میں حضرت اسماء بنت ابی بکر کی حدیث اسی طرح ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ہیں نے فرمایا کہ تجھے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی اور کتاب الجوھر المکنون فی ذکر القبائل والبطون میں یہ بھی موجود ہے کہ جب سے عبداللہ بن زبیر نے آپ کا خون پیا تو عبداللہ کے جسم سے کستوری کی خوشبو آنے لگی اور تمام عمر حتیٰ کہ سولی پر لٹکائے جانے تک باقی رہی۔"

(فائدہ) آپکو حجاج ظالم نے شہید کر کے سولی پر لٹکایا تھا"

فائدہ آپ کا خون پینے والے عبداللہ بن زبیر چھ سات سال کے بچے تھے آپ بچوں کو بیعت نہیں کیا کرتے تھے لیکن عبداللہ بن زبیر کو بیعت بھی کر لیا تھا آپ نے ان کی مصیبت بھی مبہم طور پر بتا دی وہ مصیبت سولی پر لٹکایا جانا تھا۔

انتباہ یہی عبداللہ بن زبیر اور حسین ابن علی دو ہی شخص تھے جنہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا

وہ بھی بشر تو بھی بشر

دوسرے لوگوں کا خون اگر بدن کو یا کپڑے کو لگ جائے تو بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا لیکن آپ کا خون پاک ہے حتیٰ کہ پینے والا دوزخ سے مامون اور محفوظ ہو گیا۔

عقیدۂ صحابی رضی اللہ عنہ

یہاں سے صحابی کا عقیدہ بھی ثابت ہوا کہ وہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر نہیں سمجھتے بلکہ نورٌ علیٰ نور مانتے ورنہ عام بشر کا خون پلید ہوتا ہے تو صحابی حضور علیہ السلام سے پوچھے بغیر آپ کا خون مبارک پی سکیگا۔

حدیث (۲)

عن ام ایمن قالت قام رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل الی فخارۃ فی جانب البیت فبال فیھا فقمت من اللیل وانا عطشانۃ فشربت ما فیھا وانا لا اشعر فلما اصبح النبی صلے اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم قال

حضرت ام ایمن نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ واعلیٰ آلہ وسلم رات کو اٹھ کر ایک مٹی کے برتن کی طرف تشریف لے گئے جو گھر کے کونے میں رکھا تھا تو اس میں پیشاب کیا میں رات کو پیاسی اٹھی اور اس مٹی کے برتن میں جو کچھ تھا پی لیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہم

يا ام ايمن قومي فاهريقي ما في تلك الفخارة فقلت قد والله شربت ما فيها قالت فضحك رسول الله صلے الله تعالیٰ عليه وسلم حتی بدت نواجذه ثم قال اما والله لا يتجعن بطنك ابدًا

(رواه الحاكم والدارقطني والطبراني وغيرہ المواهب ج ١ ص ٢٨٤)

وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام ایمن اٹھ اور جو کچھ اس برتن میں ہے اسے باہر پھینک دے میں نے کہا اللہ کی قسم میں نے تو اس برتن کا سب پانی پی لیا ہے تو رسول اللہ صلے علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کے دانت نواجذ بھی ظاہر ہوگئے تو فرمایا۔ خبردار! اللہ کی قسم تیرا پیٹ کبھی نہیں دکھے گا“

فائدہ یہاں آپ نے اپنے پیشاب کو شفا قرار دیا مواہب شریف میں اسی حدیث کے بعد

حکایت ۱ برکت خادمہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ ہے کہ اس نے ایک پیالا میں آپ کا پیشاب نادانستہ طور پر پی لیا تو آپ نے اسے بھی فرمایا صِحَّةً يا اُمَّ يُوسُفَ اے ام یوسف یہ پیشاب تیرے لیے صحت ثابت ہوگا چنانچہ وہ ام یوسف زندگی بھر کبھی بیمار نہیں ہوئی فقط اس کی موت کی بیماری آئی۔

مسئلہ ان حدیثوں کی بناء پر علماء امت نے بالاتفاق آپ کے فضلات شریفہ کو طاہر کہا کیونکہ طہارت عام ہے اور شفا خاص جب فضلات شریفہ کا شفا ہونا ثابت ہوگیا تو تضمناً ان کا طاہر ہونا بھی ثابت ہوگیا۔

لطیفہ بول و براز کی طہارت۔ کی احادیث بخاری شریف میں نہیں لیکن ان کی صحت روایات بخاری سے کچھ کم نہیں مگر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان روایات میں سے کسی کو اپنی صحیح بخاری میں درج نہیں کیا ان کی اس روشش سے امام دار قطنی امام بخاری پر برہم ہوئے کہ آپ کا صحیح روایات کے جمع کرنے کا دعویٰ کس کام کا عجب کہ آپ نے فضلات مبارکہ میں سے کوئی روایت بھی اپنی صحیح بخاری میں درج نہیں کی

حدیث (۳)

عن عائشۃ قالت یا رسول اللہ انی اراك تدخل الخلاء ثم یاتی الذی یعدك فلا یری لما یخرج منك اثرا فقال یا عائشۃ اما علمت ان اللہ امر الارض ان تبتلع ما یخرج من الانبیاء ء ومحمد بن حسان بغدادی ثقۃ من رجال الصحیح وله طرق عند ابن سعد واخری عند الحاکم فی	حضرت عائشہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں پھر آپ کے بعد والا انسان آتا ہے اور آپ سے نکلی ہوئی چیز کا کوئی نشان نہیں دیکھتا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء سے نکلی ہوئی چیز کو نگل لے

مستدرکہ والدار قطنی)

فائدہ محمد بن حسان بغدادی ثقہ اور صحیح کے راویوں سے ہے اور اس حدیث کے کئی طریقے ہیں کچھ ابن سعد کے ہاں کچھ حاکم کی مستدرک اور دار قطنی ہیں

فائدہ انبیاء علیہم السّلام بالخصوص سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت عام بشروں جیسی نہیں عام بشروں کی تخلیق گندی اور بدبودار مٹی سے (قرآن) اور انبیاء علیہم السلام کی بشریت کی تخلیق تسنیم جنت سے یہی وجہ ہے کہ عام بشروں کے اجسام سے بدبو اٹھتی ہے اور حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے اجسام سے عطر و کستوری سے بڑھ کر خوشبو مہکتی ہے۔

حدیث (۴)

عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ انک تدخل الخلاء فاذا خرجت دخلت علی اثرک فما اری شیئًا الا انی اجد رائحۃ المسک قال انا معشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اھل الجنۃ فما خرج منھا من شیٔ

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ بے شک آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہیں تو جب آپ نکلتے ہیں میں آپ کے پیچھے داخل ہوتی ہوں تو کوئی چیز نہیں دیکھتی ہاں وہاں فقط کستوری کی خوشبو پاتی ہوں آپ نے فرمایا کہ ہم نبیوں کی جماعت

ابتلعتہ الارض (الخصائص ج ۱ ص ۱۲۱) کے جسم بہشتیوں کی روحوں کی مانند ہوتے ہیں ان سے جو چیز نکلتی ہے اسے زمین نگل جاتی ہے۔

فوائد الحدیث

(۱) سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلہ مبارکہ آج تک کسی نے نہیں دیکھا

(۲) آپ کے بعد جانے والے بیت الخلاء میں کستوری کی خوشبو محسوس کرتے تھے

(۳) نبی کا جسم اہل جنت کی مثل ہے اسی لیے ہم آپکی بشریت کو نور علی نور مانتے ہیں اس لیے ارواح نور ہیں اور آپکی بشریت کو روح جیسا کہا گیا تو جس طرح ارواح نور ہیں تو ایسے ہی آپکی بشریت مبارکہ بھی نور ثابت ہوئی

(۴) نبی کے جسم سے اگر کوئی چیز نکلے تو زمین اس کے نگلنے کی مامور ہے

(نکتہ) احادیث میں مذکور ہے کہ اہل جنت جو کچھ کھائیں پئیں گے وہ ڈکار کی ہوا یا خوشبودار پسینہ بن کر غایب ہو جائے گا یعنی پاک اور خوشبودار مادہ بن کر غائب ہو جائے گا بعینہ اسی طرح ہر نبی کا خوردہ یا نوشیدہ پاک پیشاب یا کستوری کی طرح پاک اور خوشبودار لطیف مادہ نکلتا ہے تو آپ کے فضلات کی طہارت اور لطافت اور پاکیزگی میں کسی قسم کی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اسی لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے

اسم نور و جسم نور و خواب نور
اکل نور و شرب نور و خواب نور

ترجمہ:- حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ کا اسم و جسم اور نیند نور ہیں

ایسے ہی آپ کا کھانا پینا اور خواب ۔ نور ہیں ۔

حدیث نمبر ۵

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما شممت ریحاقط ولا مسکا ولا عنبرۃ اطیب من ریح رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم (رواہ احمد م مواہب ج ۱ صـ ۲۸۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے کوئی خوشبو یا کستوری یا عنبر آپ کے جسم اطہر کی خوشبو کے برابر خوشبودار نہیں سونگھے ۔"

حدیث (۶)

عن ام عاصم امرأۃ عتبہ بن فرقد السلمی قالت کنا عند عتبۃ اربع نسوۃ فما منا امرأۃ الا وھی بجتھد فی الطیب من صاحبتہا وما یمس عتبۃ الطیب الا ان یدس دھنا یمسح بہ لحیتہ ولھو

عتبہ بن فرقد السلمی کی بیوی ام عاصم سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم عتبہ کی چار بیویاں تھیں ہم میں سے ہر عورت خوشبو لگانے کی پوری کوشش کرتی کہ باقی تین عورتوں سے خوشبو میں بڑھ جائے لیکن عتبہ کبھی خوشبو نہیں لگاتا تھا فقط تیل لے کر اپنی ڈاڑھی کو لگا لیا کرتا

اطیب ریحا منا وکان اذا
خرج الی الناس قالو ما
شممنا ریحا اطیب من
ریح عتبہ فقلت لہ
یوما انا لنجتہد فی الطیب
ولانت اطیب ریحا
منا فمم ذالک فقال
اخذنی الشری علی
عہد رسول اللہ صلے
اللہ تعالیٰ علیہ وعلی
آلہ وسلم فاتیتہ
وشکوت ذالک الیہ
فامرنی ان اتجرد فتجردت
وقعدت بین یدیہ
والقیت ثوبی علی فرجی
فنفث فی یدہ ثم
مسح ظہری وبطنی
بیدہ فعبق بی ھذا
الطیب من یومئذ رواہ
الطبرانی فی معجمہ الصغیر
وروی ابویعلی والطبرانی

تھا لیکن اس کے باوجود عتبہ کے
جسم کی خوشبو چاروں بیویوں
کی خوشبو سے زیادہ ہوتی تھی
جب وہ گھر سے نکل کر لوگوں
میں جاتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے
عتبہ کی خوشبو کے برابر کوئی
خوشبو نہیں سونگھی میں نے
ایک دن عتبہ سے پوچھا کہ ہم
چاروں خوشبو لگاتے ہیں پورا
زور لگاتی ہیں پھر بھی آپ ہم
چاروں سے زیادہ خوشبو دار
ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے
تو عتبہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے
زمانہ مبارک میں میرے جسم پر
پتی اچھلی (یعنی وہ دانے نکلے جو
گرمی کے دنوں میں نکلتے ہیں اور
ان میں بے پناہ خارش ہوتی
ہے) تو میں آپ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا
اور اس بیماری کی شکایت کی تو

قصہ الذی استعان
بہ صلے اللہ تعالیٰ
وعلیٰ آلہ وسلم علی
تجہیز ابنتہ فلم یکن
عندہ شئی فاستدعاہ
بقادورۃ فسلت لہ
فیہا من عرقہ وقال
مرھا فلتطیب بہ
فکانت اذا تطیبت بہ
شم اھل المدینۃ
ذالک الطیب فسموابیت
المطیبین وقال جابر
بن عبداللہ کان فی
رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم خصال
لم یکن فی طریق فیتبعہ
احد الاعرف انہ سلکہ
من طیب عرقہ وعرفہ
ولم یکن یمر بحجر الا
سجد لہ رواہ الدارمی
والبیہقی وابونعیم (مواہب ج ا ص ۲۸۲)

آپ نے مجھے کپڑے اتارنے کا
حکم دیا میں کپڑے اتار کر آپ
کے آگے بیٹھ گیا اور شرم گاہ
پر کپڑا ڈال دیا تو آپ نے
اپنے ہاتھوں پر پھونک ماری
پھر وہ ہاتھ میری پیٹھ پر اور
میرے پیٹ پر پھیر دیئے اس
روز سے میرے جسم میں یہ
خوشبو پیدا ہوئی یہ روایت
طبرانی نے معجم صغیر میں بیان کی
ہے اور ابویعلیٰ اور طبرانی نے
اس شخص کا قصہ نقل کیا ہے جو
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا اور اپنی بیٹی کے جہیز میں
مدد مانگی آپ کے پاس کوئی چیز
موجود نہ تھی تو سائل سے شیشی
مانگی پھر اس شیشی میں اپنا
پسینہ جمع فرمایا اور فرمایا کہ یہ
پسینہ اپنی بیٹی کو دے دے
اور اسے کہہ دے کہ اسے بطور

خوشبو لگائے تو وہ لڑکی جب آپ کا پسینہ بطور خوشبو استعمال کرتی تو پورے مدینہ طیبہ کے لوگ اس خوشبو کو محسوس کرتے اور لوگوں نے ان کے گھر کو بیت المطیبین کہنا شروع کیا یعنی عطریوں کا گھر۔

مزید براں

جابر بن عبداللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کئی خصوصیات تھیں اور آپ جس راستہ سے جاتے تو آپ کی خوشبو کی مہک موجود ہوتی اور جس پتھر سے گزرتے وہ پتھر آپ کو سجدہ کرتا،،

(دارمی، بیہقی، ابونعیم)

حدیث (۷)

عن ذکوان رضی اللہ عنہ قال لم یکن لہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر (رواہ الترمذی الحکیم) وقال ابن سبع کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس اوالقمر لایظہر

ذکوان سے مروی ہے کہ چاند اور سورج میں رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور ابن سبع نے کہا کہ آپ نور تھے اس لیے آپ جب سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا دوسرے محدثین نے کہا کہ آپ کی دعا واجعلنی نوراً اسکی شاہد ہے

لہٗ ظل قال غیرہ ویشہد
لہ قولہ صلے اللّٰہ
تعالیٰ علیہ وسلم فی
دعائہ واجعلنی نوراً

(مواہب ج ۱ صـ ۲۸)

فائدہ سیدنا حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات میں لکھا کہ آپ کا سایہ ہوتا لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے لطیف ہوتا ہے اس لیے اگر آپ کا سایہ ہوتا تو آپ سے لطیف تر ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز آپ سے لطیف تر پیدا نہیں فرمائی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لطافت کا اندازہ یوں لگایئے جبرئیل علیہ السلام سدرہ پہ رہ گئے اور دوسری تمام نوری مخلوق عرش تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بشریت مقدسہ کے ساتھ دنی فتدلیٰ کے مقام تک پہنچے

حدیث (۸)

قال ابوھریرۃ واذا ضحك صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم یتلألأ فی الجدار رواہ البزاز والبیہقی (مواہب ج ۱ صـ ۲)

حضرت ابوہریرہ نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنستے تو آپ کے دانتوں کی روشنی دھوپ کی طرح دیواروں پر پڑتی۔

حدیث (۹)

عن عائشة رضی اللہ
تعالیٰ عنہا قالت لم یکن
رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بالطویل
البائن ولا بالقصیر المتر
دد وکان ینسب الی الربعة
اذا مشی وحدہ ولم یکن
علی حال یماشیہ احد
من الناس ینسب الی
الطول الا طالہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ولربما اکتنفہ الرجلان
الطویلان فیطولہما فاذا
فارقاہ نسب رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الی الربعہ
رواہ ابن عساکر والبیہقی
وزاد ابن سبع فی الخصائص
انہ کان اذا جلس یکون

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلی آلہ وسلم نہ زیادہ لمبے اور
نہ زیادہ پست قامت تھے جب
اکیلے چلتے تو درمیانہ قد کے تھے
اور جب کسی لمبے انسان کے ساتھ
چلتے تو اس شخص سے بھی لمبے
ہو جاتے بسا اوقات دو
لمبے آدمی آپ کو درمیان میں
لے لیتے تو آپ ان دونوں
سے لمبے ہو جاتے جب وہ دو
لمبے جدا ہو جاتے تو آپ درمیانہ
قد کے ہو جاتے اسے ابن عساکر
اور بیہقی نے روایت کیا اور
ابن سبع نے خصائص میں کہا
کہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم)
جب بیٹھتے تو آپ کے دونوں
کندھے سب بیٹھنے والوں سے

کتفہ اعلیٰ من جمیع الجالسین — اونچے ہوتے تھے"

فائدہ اس سے وہ صاحبان سوچیں جو حضور علیہ السلام محض اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں۔

فائدہ

وذکر القاضی عیاض فی الشفاء والعزفی مولدہ ان من خصائصہ انہ کان لا ینزل علیہ الذباب

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱)

حضرت قاضی عیاض نے شفاء میں اور عزہ نے آپ کے مولد میں ذکر کیا کہ آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

دیگر خصائص علامہ سیوطی نے یہ بات بھی احادیث سے ثابت کی ہے کہ آپ جماع اور احتلام سے بھی محفوظ تھے کیوں کہ یہ دونوں چیزیں شیطان کے اثر سے ہوتی ہیں اور آپ شیطان کے اثر سے محفوظ ہیں بلکہ امہات المومنین بھی اس گندے امر (احتلام) سے محفوظ تھیں

(۳) جب آپ کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور آپ کے سوار ہونے کی حالت میں نہ پیشاب کرتا اور نہ پاخانہ جب آپ اتر کر اس جانور سے دور ہو جاتے تب وہ پیشاب پاخانہ کرتا (تفسیر عزیزی)

دیگر خصائص مع شرح و تفصیل فقیر کی تصنیف شرح خصائص کبریٰ میں ملاحظہ ہوں۔

قاعدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص پر قیاس کر کے مسائل کا استنباط نہیں کیا جا سکتا مثلاً حضور علیہ السلام کے نکاح زائد از چار سے دوسروں کے لیے بھی چار سے زائد عورتوں سے نکاح جائز کہا جائے وہ لوگ غلطی پر ہیں جو حضور علیہ السلام خون مبارک کی پاکیزگی ہر آدمی کے خون سے شفا و علاج کا فتویٰ دیتے ہیں

حدیث (۱۰)

عن وهب بن منبه قال قرأت احدا وسبعين كتابا فوجدت جميعها ان الله لم يعط جميع الناس من بدء الدنيا الى انقضائها من العقل فى جنب عقل محمد صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم الا كحبة رمل من بين جميع رمال الدنيا وان محمدا صلى الله تعالى ارجح الناس عقلا وارجحهم رأيا (رواه ابو نعيم فى الحلية وابن عساكر الخصائص ج ا ص ۶۱)

حضرت وہب بن منبہ نے فرمایا کہ میں نے اکہتر آسمانی کتابیں پڑھی ہیں تو ان سب کتابوں میں یہ بات پائی ہے کہ ابتداء آفرینش سے قیامت تک کے سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم کی عقل کے مقابلہ میں اس قدر عقل دی ہے جیسے ریت کا ایک دانہ دنیا بھر کی ریت کے مقابلہ میں یعنی ساری دنیا کے انسانوں کی عقل ریت کا ایک دانہ ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ

وسلم کی عقل دنیا بھر کی ریت

کا انبار ہے"۔

فائدہ اس میں ان جاہلوں کا رد ہے جنہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بس ہمارے جیسے بشر ہیں صرف یہی فرق ہے کہ آپ نبی ہیں اور ہم نبی نہیں اسی لیے وہ بھی بھول لیتے تھے اور ہم بھی بھولتے ہیں اور وہ بھی امور دنیویہ میں غلطی کر جاتے جیسے ہمارے سے غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اپنی ایسی غلط خیالیوں پر احادیث مؤدلہ سے استدلال بھی کرتے ہیں لیکن ان غرباء فی العلم والمساکین فی العقل کو کون سمجھائے کہ آپ کا بھولنا یا دنیوی امور کی طرف متوجہ نہ ہونا محض تعلیم امت کے لیے تھا نہ کہ محض مجبوری سے جیسا کہ عام بشر کو ہوتا ہے تفصیل فقیر کی تصنیف البشریۃ تعلیم الامۃ میں ہے

حدیث (۱۱)

عن ابن عمر قال قال	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
رسول اللہ صلی اللہ	عنہما سے روایت ہے فرمایا
علیہ وسلم ان اللہ	کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
قد رفع لی الدنیا فانا	علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے فرمایا
انظر الیہا والیٰ ماھو کا	کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا
من فیھا الی یوم القیمۃ	میرے سامنے اٹھائی تو میں
کانما انظر الی کفی ھذہ	اس دنیا کو اور دنیا میں قیامت
جلیانا جلاہ لنبیہ	تک ہونے والی سب چیزوں

كما جلاه للنبيين من قبله (رواه الطبرانی الخصائص ج ۲ ص ۱۸۵)

کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کے لیے اظہار ہے جس طرح پہلے نبیوں کے لیے اظہار فرمایا۔

فائدہ معلوم ہوا کہ آپ نے قیامت تک ہونے والی سب چیزوں کو دیکھا اور دیکھتے رہیں گے کیوں کہ انظر مضارع ہے اور مضارع کی وضع استمرار تجددی کے لیے ہے اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ،، حاضر وناظر ،، میں ملاحظہ ہو۔

حدیث (۱۲)

عن سمرة بن جندب قال كسفت الشمس فصلى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وعلى آله وسلّم ثم قال اني والله لقد رأيت منذ قمت اصلى ما انتم لاقوه من امر دنياكم وآخرتكم (رواه احمد) الخصائص ج ۲ ص ۸۵

حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے فرمایا کہ سورج کو گرہن لگا تو نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر فرمایا بے شک اللہ کی قسم جب سے میں نماز پڑھنے لگا ہوں تو وہ سب چیزیں دیکھ لی ہیں جو تمہیں دنیا یا آخرت میں پیش آنے والی ہیں۔

فائدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی جب خود اپنی ذات کو آپ سے نہ چھپایا تو باقی اشیاء کے مخفی رکھنے کا کیا معنی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے کیا خوب فرمایا

اور کیا شے سے نہاں ہو بھلا جب تم سے

خدا بھی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود۔

تحقیق صاحب روح المعانی رحمہ اللہ تعالیٰ خاتم المحققین معتمد علیہ

مخالفین حضرت علامہ آلوسی نے سورہ الم نشرح کی تفسیر میں چند اقوال نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے امتنان علی النبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے پھر فرمایا ہے کہ شرح صدر کی یہ آخری تفسیر مقام امتنان سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پر منّت جتنا رہا ہے کہ اے حبیب ہم نے آپ کا سینہ یعنی قلب اطہر علم کی وسعتوں سے اتنا کشادہ کر دیا ہے کہ وہ قلب غیب اور شہادت دونوں عالموں کو محیط ہو گیا ہے تو آپ کے لیے کان۔ کائن یکون سب برابر ہیں یعنی ماضی حال، استقبال سب کو آپ کا علم حادی ہے اور آپ کا اختلاط مع الخلق اشتغال بالحق سے مانع نہیں ہے آپ بیک وقت اپنے رب سے مستفید اور مخلوق کے لیے مفید ہوتے ہیں۔

فائدہ | صاحب روح المعانی نے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر کو جمیع معلومات عالم غیب وعالم شہادۃ پر محیط مانا ہے یعنی کائنات کا کوئی ذرہ آپ کے احاطۂ علم سے خارج نہیں (صلے اللہ علی حبیبہ وسلم)

حدیث (۱۴)

عن حذیفۃ قال حدثنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بما یکون حتی تقوم الساعۃ (رواہ مسلم ملخصًا (الخصائص الکبری)

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے وہ سب چیزیں بتائیں جو قیامت تک ہونے والی ہیں۔

حدیث (۱۵)

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کان فی حائط فاستأذن ابوبکر فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم استاذن عمر فقال

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک باغ میں تھے تو ابوبکر نے اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو اور جنت کی بشارت سنا دو پھر عمر

ائذن لہ وبشرہ
بالجنۃ وبالشہادۃ ثم
استأذن عثمان فقال
ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ
وبالشہادۃ (رواہ الطبرانی
(الخصائص الکبری)

آئے اور اجازت مانگی تو
آپ نے فرمایا اس کو اجازت
دے دو اور بہشت کی اور شہادت
کی خبر سنا دو. پھر عثمان آئے اور
اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا اس کو
اجازت دے دو اور بہشت کی اور
شہادت کی خبر سنا دو۔

حدیث (۱۶)

عن زید بن ارقم قال
بعثنی رسول اللہ صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم
فقال انطلق حتی تاتی
ابابکر فتجدہ فی دارہ
جالسا محتبیا فبشرہ بالجنۃ
ثم انطلق حتی تاتی الثنیہ
فتلقی عمر راکبا علی
حمار تلوح صلعتہ فبشرہ
بالجنۃ ثم انطلق حتی
تاتی عثمان فتجدہ فی السوق
یبیع ویبتاع فبشرہ
بالجنۃ بعد بلاء شدید

زید بن ارقم سے روایت ہے
فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھیجا
فرمایا جا ابو بکر کے پاس تو
اس کو گھر میں احتباء کی شکل
میں بیٹھا ہوا پائے گا تو اس
کو جنت کی بشارت دے پھر
عمر کے پاس جا تو اس کو ثنیہ
میں گدھے پر سوار پائے گا کہ
اس کے سر کا گنج چمکتا ہو گا
اس کو بھی جنت کی بشارت دے
پھر عثمان کے پاس جا تو اس
کو بازار میں خرید و فروخت کرتا

فانطلقت فوجدتہم کما
قال رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ
وسلم فاخبرتہم (رواہ
الطبرانی الاوسط والبیہقی
رحمہما اللہ تعالیٰ (الخصائص ج ۲ ص ۲۰۶)

ہوا پائے گا تو اس کو بڑی
مصیبت پیش آنے کی اور
جنت کی بشارت دے
تو میں گیا اور ان کو اس حال میں پایا
جو آپ نے فرمایا تھا میں نے
ان کو آپ کی بات سنائی۔

حدیث (۱۷)

اخرج احمد والحاکم بسند
صحیح عن عمار بن یاسر
ان النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم
قال لعلی اشقی الناس رجلان
احیمر ثمود الذی
عقر الناقۃ والذی
یضربک یا علی علی ھذہ
یعنی قرنہ حتی یبل منہ
ھذہ یعنی لحیتہ و
قد ورد و ذالک من حدیث
علی وجابر بن سمرۃ
وصہیب وغیرھم

عمار بن یاسر سے روایت ہے
کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہٖ وسلم نے حضرت علی سے
فرمایا کہ دو شخص سب لوگوں
سے زیادہ بدبخت ہیں ایک
سرخ ثمود جس نے اونٹنی کی
کونچیں کاٹی تھیں اے علی
دوسرا بڑا بدبخت وہ ہوگا
جو تیرے درمیاں سر پر تلوار
مارے گا جس سے تیری داڑھی
تر ہو جائے گی یہ حدیث حضرت
علی وصہیب وجابر سمرہ وغیر
ہم سے بھی مروی ہے"۔

حدیث (۱۸)

اخرج الحاکم وصححہ والبیہقی عن ام سلمۃ قالت ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خروج بعض امہات المومنین فضحکت عائشۃ فقال انظری یا حمیراء ان لا تکونی انت ثم التفت الی علی فقال ان ولیت من امرھا شیئاً فارفق بہا (الخصائص ج ۲ ص ۲۳۲)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک ام المومنین کا خلیفۂ وقت کے خلاف خروج کرنے کا ذکر فرمایا تو حضرت عائشہ ہنستی تو آپ نے فرمایا اے حمیراء دیکھ: وہ خروج کرنے والی تو نہ ہو پھر آپ نے حضرت علی کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تو اس ام المومنین کے معاملہ کا مالک ہو تو اس سے نرمی کرنا

(فائدہ) غزوہ جمل کا حادثہ پیش نظر تھا آپ نے جیسے فرمایا ویسے ہوا حضرت علی نے ویسے کیا جیسے آپ نے فرمایا۔

حدیث (۱۹)

اخرج الشیخان عن ابی سعید ومسلم عن ام سلمہ وابی قتادہ ان رسول اللہ صلی

شیخین نے حضرت ابو سعید سے نیز مسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت ابو قتادہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیہ ھذا الحدیث متواتر رواہ من الصحابۃ بضعۃ عشر کما بینت ذالک فی الاحادیث المتواترۃ
(الخصائص ج ۲ ص ۲۳۹)

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت عمار سے فرمایا کہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

فائدہ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے جیسا کہ میں نے احادیث متواترہ میں نقل کیا۔

ازالۂ وہم شیعہ یہاں باغی گروہ سے اصطلاحی وشرعی باغی مراد نہیں بلکہ باغی از بغی ہے نہ از بغاوت یعنی وہ گروہ جو حق کا طالب ہوگا اور وہ واقعی حضرت امیر معاویہ وام المومنین اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم سیدنا عثمان کے قصاص کی طلب میں حق بجانب تھے اگرچہ ان کا اجتہاد مبنی بر صواب نہ تھا اس کے اور جوابات فقیر کی تصنیف امیر معاویہ دیکھئے۔

حدیث (۲۰)

عن مولاۃ لعمار قالت اشتکی عمار شکوی

حضرت عمار کی خادمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمار بیمار ہوئے

نغشي عليه فافاق ونحن نبكي حوله فقال اتخشون ان اموت على فراشي اخبرني حبيبي رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله وسلم انه تقتلني الفئة الباغية وآخر ادمى من الدنيا مذقة من لبن (رواه البیہقی وابونعیم) (الخصائص ج ۲ ص ۲۳۹)

اور بے ہوش ہو گئے ان کو افاقہ ہوا تو ہم ان کے گرداگرد رو رہے تھے فرمانے لگے کیا تمہیں ڈر ہے کہ میں بستر پر پڑا مر جاؤں گا (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور اس دنیا سے میری آخری غذا دودھ کا گھونٹ ہو گا۔

(فائدہ) حضور علیہ السلام کے علم غیب کی بات تو ہے ہی لیکن صحابی کا علم غیب پر کتنا پختہ عقیدہ ہے کہ میں اب نہیں مروں گا میرے مرنے میں دیر ہے کیونکہ وہ وقت نہیں جو حضور علیہ السلام نے بتایا الحمد للہ ایسے عقائد ہم اہلسنت کو نصیب ہیں اسی لیے میرا مشورہ مان لیں کہ عقیدہ صحابیوں والا ہو وہابیوں والا نہ ہو۔

حدیث (۲۱)

عن ابی سعید الخدری قال بینا نحن عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

شیخین نے حضرت ابو سعید سے روایت کیا فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وعلی آلہ وسلم وھو یقسم
قسما اذ اتاہ ذوالخویصرۃ
فقال یا رسول اللہ اعدل
قال ویلک ومن یعدل
اذا لم اعدل خبت وخسرت
ان لم اعدل قال عمر
یا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم ائذن لی فیہ
اضرب عنقہ فقال رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
دعہ فان لہ اصحابا یحقر
احدکم صلاتہ مع
صلاتہم وصیامہ مع
صیامہم یقرؤن القرآن
لا یجاوز تراقیہم یمرقون
من الاسلام کما یمرق
السہم من الرمیۃ آیتہم
رجل اسود احدی عضدیہ
مثل ثدی المرأۃ او مثل

کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ
مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے
تھے اچانک ذوالخویصرہ تمیمی
آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ
انصاف کیجیئے آپ نے فرمایا
تجھ پر افسوس ہے اگر میں نے
انصاف نہ کیا تو اور کون انصاف
کرے گا تو خائب اور خاسر ہے
اگر میں نے انصاف نہ کیا حضرت
عمر نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے
اجازت فرمایئے میں اس
کی گردن اڑا دوں تو رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم نے فرمایا چھوڑ اس
کے ایسے ساتھی ہیں کہ تم میں
سے ہر ایک اپنی نماز کو ان کی
نماز کے سامنے حقیر جانے گا
اور اپنے روزہ کو ان کے روزہ
کے سامنے حقیر جانے گا قرآن
مجید پڑھیں گے اور ان کے
حلق سے آگے نہیں جائے گا

البضعة تدردر يخر
جون على خير فرقة
من الناس قال ابوسعيد
فاشهد انی سمعت هذا
من رسول الله صلی
الله تعالیٰ علیه وعلی
آله وسلم واشهد ان
علی بن طالب قاتلهم
وانا معه وامر بذالك
الرجل فالتمس فوجد فاُتی
به حتی نظرت الیه
علی نعت رسول الله
صلی الله تعالیٰ علیه
وعلی آله وسلم الذی
نعته واخرج ابویعلی
وزاد فی آخره فقال علی
ایکم یعرف هذا فقال
رجل من القوم هذا -
حرقوص وامه ههنا
فارسل الی امه فقال
لها ممن هذا قالت

سارے اسلام پر عمل کر اس
سے اس طرح نکل جائیں گے
جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا
ہے ان کی نشانی ایک کالا شخص
ہو گا جس کا ایک بازو عورت
کے پستان کی طرح ہو گا یا فرمایا
کہ گوشت کے ٹکڑے کی طرح
تھرتھراتا ہو گا وہ لوگ لوگوں
میں سے بہترین جماعت کی
بغاوت کریں گے۔
حضرت ابوسعید نے فرمایا
کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ
بات میں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
سنی اور یہ بھی گواہی دیتا
ہوں کہ حضرت علی ابن ابی طالب
نے ان لوگوں سے جہاد کیا
اور میں آپ کے ساتھ جہاد
میں شریک تھا آپ نے حکم
دیا کہ اس کالے شخص کو تلاش
کرو جس کا بازو عورت کے

ما ادری الا انی کنت فی الجاھلیۃ	پستان کی طرح ہو تلاش کے بعد
ادعی غنما بالزبیدۃ فغشینی	وہ مل گیا تو وہ آپ کے پاس
شئی کھیئۃ الظلمۃ	لایا گیا تو میں نے اس کالے
فحملت منہ فولدت	شخص کو رسول اللہ صلی اللہ
ھذا (رواہ البیہقی (الخصائص ص۷۵)	تعالیٰ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت

کے مطابق پایا۔

فائدہ ابو یعلیٰ نے بعینہٖ یہی روایت بیان کی ہے اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا تم میں سے کون شخص اس کالے کو جانتا ہے تو اس قوم میں سے ایک شخص بولا کہ یہ کالا قوص ہے اس کی ماں یہاں موجود ہے تو آپ نے ایک قاصد بھیجا جو اس کی ماں کو لایا آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تیرا بیٹا کس خاندان سے ہے وہ بولی کہ میں صرف یہ بات جانتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میں زبیدہ کے مقام پر بکریاں چرا رہی تھی تو اندھیرے کی طرح کسی چیز نے مجھے گھیر لیا تو میں حاملہ ہو گئی اور میرا یہ بیٹا پیدا ہوا''

فوائد الحدیث (۱) ثابت ہوا کہ ہر گستاخ نبوت پر ولد الزنا ورنہ ولد الحرام ضرور ہوتا ہے تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب'' وہابی کی نشانی رسول اللہ کی زبانی)

(۲) حضرت عمر کی رائے میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عیب نکالنے والا واجب القتل ہے۔

(۳) اس عیب نکالنے والے کے اور بھی ساتھی ہیں جن کا کام پاک لوگوں سے لڑنا اور انہیں متہم کرنا ہے

۴/ حضرت علی نے ایسے لوگوں سے جہاد کیا اور انہیں واجب القتل جانا
۵/ پاک لوگوں کی تنقید کرنے والے شیطان کے بیٹے ہوتے ہیں جس طرح وہ کالا شیطان کا بیٹا ثابت ہوا۔
۶/ ایسے لوگوں کے نماز، روزہ، تلاوت قرآن اگرچہ پورے آداب سے ہوں ان کی نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتے۔

حدیث (۲۲)

عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم للحسن ان ابنی ھذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین واخرج البیھقی من حدیث جابر مثلہ (الخصائص ج۲ ص۳۶)

حضرت ابوبکرہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی بڑی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

فائدہ:- یہ حدیث حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں چمکتے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے کہ آپ نے جیسے فرمایا ویسے ہوا مخالفین کو بھی تسلیم ہے

حدیث (۲۳)

عن انس بن الحارث سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یقول ان ابنی ھذا یعنی الحسین یقتل بارض یقال لھا کربلاء فمن شھد ذالک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث الی کربلاء فقتل بھا مع الحسین (رواہ ابن السکن والبغوی وابونعیم) (الخصائص ج ۲ ص۱۲۶)

حضرت انس بن الحارث نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا یعنی حسین اس سرزمین پر شہید ہوگا جس کا نام کربلاء ہوگا تم میں سے جو شخص اس وقت حاضر ہو وہ حسین کی مدد کرے تو حضرت انس بن الحارث کربلاء کو گئے اور وہیں حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے

حدیث (۲۴)

عن ابی سعید الخدری سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون خلف من بعد ستین سنۃ

حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنا کہ ۶۰ھ کے بعد ایسے جانشین ہوں گے جو نماز

اضاعوا الصلاۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا ثم یکون خلف یقرؤن القرآن لا یعدو تراقیھم (رواہ البیھقی) (الخصائص ج ۲ ص ۲۳۶)

کو ضائع کریں گے اور شہوتوں کی پیروی کریں گے وہ عنقریب جہنم کے طبقۂ غیؔ سے جا ملیں گے پھر ایسے جانشین ہوں گے کہ قرآن مجید پڑھیں گے وہ ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا

(فائدہ) ظاہر تو قرآن واسلام کرینگے لیکن اندروں خانہ ان کا مقصد کچھ اور ہوگا ۔ جیسے آج ہو رہا ہے کہ بہت سی پارٹیاں قرآن کا نام لیکر سیاست و دیگر کاروبار چلا رہے ہیں ۔

حدیث (۲۵)

عن ابی ھریرۃ یرویہ ویل للعرب من شر قد اقترب علی راس الستین تصیر الامانۃ غنیمۃ والصدقۃ غرامۃ والشھادۃ بالمعرفۃ والحکم بالھوی (رواہ الحاکم وصححہ) الخصائص ج ۲ ص ۲۳۷)

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ عرب برباد ہو گیا کہ برائی ۶۰ھ کے آخر میں آنے والی قریب آگئی امانت غنیمت بن جائے گی اور گواہی جان پہچان کی بناء پر ہوگی اور فیصلہ نفسانی خواہش سے ہوگا ۔

حدیث (۲۶)

عن ابن عباس قال حدثتنی
ام الفضل قالت مررت
بالنبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم انک حامل
بغلام فاذا ولدت فاتنی
بہ قلت یا رسول اللہ
انی ذالک وقد حالفت
قریش ان لا یاتو النساء
قال ھو ما قد اخبرتک
قالت فلما ولدتہ
اُتیتہ بہ فاذن فی
اذنہ الیمنی واقام
فی الیسری والباہ من
ریقہ وسماہ عبد اللہ
وقال اذھبی بابی الخلفاء
فاخبرت العباس فاتاہ
فذکر لہ فقال ھو ما
اخبرتک ھذا ابو الخلفاء
حتی یکون منھم السفاح

حضرت ابن عباس سے روایت
ہے فرمایا کہ مجھے ام الفضل نے
حدیث بیان کی ہے کہ میں رسول
اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے قریب سے گزری تو آپ
نے فرمایا کہ تجھے عنقریب ایک
لڑکے کا حمل ہوگا جب وہ
لڑکا پیدا ہو اسے میرے پاس
لانا میں نے کہا یا رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ
وسلم یہ بات کہاں ہو سکتی
ہے قریش نے تو قسمیں کھالی
ہیں کہ عورتوں کے قریب نہیں
آئیں گے تو آپ نے فرمایا
بات وہی ہوگی جو میں نے کہہ
دی ہے فرماتی ہیں کہ جب میرا
لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے آپ
کے پاس لائی تو آپ نے
اس کے دائیں کان میں اذان

حتی یکون منھم المھدی اور بائیں میں اقامت کہی اور
حتی یکون منھم من آپ نے اپنا لعاب دہن اس
یصلی بعیسٰی علیہ السلام کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبد
(رواہ ابو نعیم الخصائص ج ۲ ص ۲۰۲) اللہ رکھا اور فرمایا کہ بادشاہوں
کے باپ کو لے جائیں نے یہ بات اپنے شوہر عباس کو بتائی تو
وہ آپ کے پاس آئے اور یہ ذکر چھیڑا تو آپ نے فرمایا بات
وہی ہے جو میں نے بتادی ہے یہ بچہ بادشاہوں کا باپ ہے
ان میں سفاح ہوگا اور ان میں مہدی ہوگا اور ان میں وہ شخص
بھی ہوگا جو عیسٰی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا"

فوائد الحدیث:

(۱) جو لوگ کہتے ہیں کہ علوم خمس جن میں ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی بھی ہے
کسی کے لیے ماننا شرک ہے وہ اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کر سکتے ہیں تو کریں
اس لیے کہ اس حدیث شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے
وقت پیدائش سے پہلے ان کا نہ صرف پیدا ہونا بتایا بلکہ ان میں خلافت
کا اجمالی خاکہ بھی واضح فرما دیا یہاں تک کہ تا قیامت تمام خلفاء و ملوک
کی نشاندہی فرمائی۔

(۲) اس روایت کے راوی بھی خود ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں جو روایت
کی مضبوطی کے لیے ان کا اپنا بیان بھی حجت کے لیے کافی ہے

(۳) طرفہ یہ کہ قریش کی قسم کے توڑنے کی خبر اور حضور علیہ السلام کا اپنے
تصرف و اختیار کا اشارہ بھی فرمایا۔

حدیث (۲۷)

انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان اھل مکۃ سألوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ ان یریھم آیۃ فاراھم انشقاق القمر شقتین حتی راؤ احراء بینھا (متفق علیہ) (مواھب ج ا ص ۳۵۶)

بخاری و مسلم میں حضرت انس کی روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اپنے نبی ہونے کی کوئی نشانی دکھائیں تو آپ نے ان کو چاند کا دو ٹکڑے کرنا دکھایا حتیٰ کہ اہل مکہ نے حراء پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا

فائدہ اہل مکہ جانتے تھے کہ نبی ہی آسمانی اشیاء پر تصرف کر سکتا ہے لیکن جب آپ کا یہ تصرف انہوں نے دیکھ لیا تو ازراہِ عناد کہنے لگے یہ جادو ہے حدیث انشقاقِ قمر کو محدثین نے متعدد طرق سے نہایت اعلیٰ درجہ کی حدیث مانا ہے افسوس ہے ہمارے دور میں مودودی نے حدیث کو صحیح مان کر حضور علیہ السلام کے لیے معجزہ ہونے کا انکار کر دیا اور لکھا کہ یہ ایک حادثہ تھا (معاذ اللہ) تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف تحقیق شق القمر۔

حدیث (۲۸)

عن اسماء بنت عمیس: ان النبی صلی اللّٰہ علیہ

طحاوی نے مشکل الحدیث میں حضرت اسماء بنت عمیس

وسلم كان يوحى اليه
وراسه في حجر علي رضي الله
تعالى عنه فلم يصل
العصر حتى غربت الشمس
فقال رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم
اصليت يا علي فقال لا
فقال رسول الله صلى
الله تعالى عليه وسلم
اللهم انه كان في طاعتك
وطاعة رسولك فاردد
عليه الشمس قالت اسماء
فرأيتها غربت ثم
رأيتها طلعت بعد ما
غربت ووقعت على الجبال
والارض وذالك في الصهباء
في خيبر (رواه الطحاوی)
(مواہب ج ۱ صفحہ ۳۵۸)

سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا
تھا اور آپ کا سر مبارک حضرت
علی کی گود میں تھا تو حضرت علی
نے عصر کی نماز نہ پڑھی حتیٰ کہ
سورج غائب ہو گیا تو رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نے فرمایا اے علی کیا تو نے نماز
پڑھی ہے؟ حضرت علی نے کہا
نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم نے دعاء فرمائی
اے اللہ! بے شک علی تیری
طاعت میں اور تیرے رسول کی
طاعت میں تھا تو اس پر سورج
کو واپس لوٹا دے حضرت اسماء
فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ
سورج غروب ہو گیا ہے پھر دیکھا
کہ غروب ہونے کے بعد نکل آیا
ہے اور اس کی دھوپ زمین اور پہاڑوں پر پڑنے لگی ہے یہ واقعہ
مقام صہباء خیبر میں ہوا۔

فائدہ دوسری روایتوں میں یہ الفاظ آئے کہ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ آپ کے اشارہ سے سورج واپس لوٹا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج آپ کی مبارک انگلیوں سے بندھا ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۲۹

عن علی بن ابی طالب قال کنت امشی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی بعض نواحیھا فما استقبلہ شجر ولا حجر الا قال السلام علیک یا رسول اللہ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم لما استقبلنی جبریل بالرسالۃ جعلت لا امر بحجر ولا شجر الا قال السلام علیک یا رسول اللہ رواہ البزاز وابو نعیم وعن جابر بن عبد اللہ قال لم یکن

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں چل رہا تھا ہم اس کے اطراف میں نکلے تو جو درخت اور پتھر آپ کے سامنے آیا آپ کو السلام علیک یا رسول کہا حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب جبرئیل علیہ السلام میرے پاس پیغام لایا تو میں جس درخت یا پتھر سے گزرتا وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہتا حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یمر بحجر ولا شجر الا سجد له (مواہب ج ۱ ص ۳۶ رواہ الترمذی والدارمی والحاکم وصححہ)

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس پتھر یا درخت سے گزرتے تو وہ آپ کو سجدہ کرتا۔

(فائدہ) اس حدیث سے متعدد معجزات اور کمالات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے۔

حدیث (۳۰)

(فائدہ) اس حدیث حاکم نے جید سند کے ساتھ روایت کیا)

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فی سفر فاقبل اعرابی فلما دنی منہ قال له رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم این ترید قال الی اھلی قال ھل لك الی خیر قال وما ھو قال تشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک اعرابی سامنے آیا تو جب آپ سے قریب ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ تم نیکی چاہتے ہو؟ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کی اور محمد کیلئے بندہ اور اس کے رسول ہونے کی گواہی دے وہ بولا تمہاری

لا شریک لہ وان محمدًا عبدہٗ ورسولہ قال ھل لک من شاھد علی ما تقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وھی علیٰ شاطئ الوادی فاقبلت تخد الارض خدًا فاستشھدھا ثلاثًا فشھدت ثم رجعت الی منبتھا الحدیث

(مواہب ج ۱ ص ۳۶۲)

اس بات کا کوئی گواہ ہے آپ نے فرمایا یہ درخت وہ درخت وادی کے کنارہ پر تھا آپ نے اسے بلایا تو زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہوا آپ نے تین مرتبہ اس سے گواہی طلب کی تو اس نے گواہی دی پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔

حدیث (۳۱)

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فقال بم اعرف انک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان دعوت

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو عرض کیا کہ میں کس بات سے جانوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ کھجور کے خوشہ کو اگر اس کھجور کے درخت سے نیچے بلا لوں تو میرے

هذا العذق من هذه
النخلة اتشهد انی رسول
الله فدعاه رسول الله
صلی الله تعالیٰ علیه
وسلم فجعل ینزل من
النخلة حتی سقط الی
النبی صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم ثم قال
ارجع فعاد فاسلم الاعرابی
رواه الترمذی وصححه فی
حدیث یعلی بن مرة الثقفی
ثم سرنا حتی نزلنا منز
لا فنام النبی صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم فجاءت
شجرة تشق الارض حتی
غشیته ثم رجعت
الی مکانها فلما استیقظ
رسول الله صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم ذکرت
له فقال هی شجرة استأذنت
ربها فی ان تسلم علی

رسول اللہ ہونے کی گواہی دے
گا؟ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اُسے بلایا تو وہ
خوشہ کھجور کے درخت سے
نیچے اترنے لگا یہاں تک کہ
آپ کے پاس آگرا پھر آپ
نے اسے فرمایا کہ اب واپس چلا
جا تو واپس چلا گیا اعرابی مسلمان
ہو گیا یعلی بن مرہ فرماتے ہیں
کہ ہم نے پھر چلنا شروع کیا
حتیٰ کہ ایک منزل پر اترے
تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سو گئے آپ کی نیند کی
حالت میں ایک درخت زمین
کو چیرتا ہوا آپ کے پاس
آیا اور آپ کو گھیر لیا پھر اپنی
جگہ پر واپس چلا گیا جب آپ
جاگے تو میں نے آپ کی خدمت
میں درخت کا آنا بتایا آپ نے
فرمایا یہ وہ درخت ہے جس
نے رب تعالیٰ سے میرے

فاذن لها الحدیث رواه البغوی فی شرح السنة (مواہب ج ۱ ص ۳۶۳)

سلام کی اجازت لی ہے تو رب تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی ہے۔

حدیث (۳۲)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنه قال کان اهل بیت من الانصار لهم جمل یسنون علیه وانه استصعب علیهم فمنعهم ظهره وان الانصار جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم فقالوا انه کان جمل نسنی علیه وانه استصعب علینا ومنعنا ظهره وقد عطش النخل والزرع فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وعلی آله وسلم لاصحابه قوموا فقاموا فدخل الحائط والجمل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ انصار کے ایک خاندان کا ایک اونٹ تھا جس سے وہ اپنی کھیتی اور باغ کو پانی پلایا کرتے تھے وہ اونٹ سرکش ہو گیا کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا وہ انصار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا اونٹ تھا جس سے ہم پانی پلایا کرتے تھے وہ سرکش ہو گیا ہے اور سوار نہیں ہونے دیتا کھجوریں اور کھیتی خشک ہو رہے ہیں تو آپ نے صحابہ سے فرمایا اٹھو تو وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے

فی ناحیۃ فمشی رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
نحوہ فقالت الانصار
یا رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم قد صار مثل
الکلب وانا
نخاف الیک صولتہ
فقال رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم لیس علی منہ
بأس فلما نظر الجمل الی
رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
وسلم اقبل نحوہ حتی خر سا
جدا بین یدیہ فاخذ
رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
بناصیتہ اذل ما کان
قط حتی ادخلہ فی العمل

آپ ان کے باغ میں داخل ہوئے
اور اونٹ اس کے ایک کونہ میں
تھا تو آپ اس طرف چلے
انصار نے کہا یا رسول اللہ! وہ
تو دیوانے کتے کی طرح ہے ہمیں
ڈر ہے کہ آپ پر حملہ نہ کرے
آپ نے فرمایا مجھے اس سے کوئی
خوف نہیں جب اونٹ نے
آپ کو دیکھا تو آپ کی طرف
آیا آتے ہی آپ کو سجدہ کیا
آپ نے اس کی پیشانی پکڑی
تو وہ نہایت عاجزی سے
جھک گیا آپ نے اسے کام
میں لگا دیا تو صحابہ نے کہا یا
رسول اللہ! یہ بے عقل جانور
آپ کو سجدہ کرتا ہے پھر عقل
مند ہوتے ہوئے آپ کو سجدہ
کرنے کے زیادہ مستحق ہیں آپ
نے فرمایا کسی انسان کے لیے
جائز نہیں کہ دوسرے انسان
کو سجدہ کرے اگر اس طرح

فقال له اصحابه یا رسول اللہ
هذا بهیمة لا تعقل تسجد لك
ونحن نعقل فنحن احق ان
نسجد لك فقال رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه
وسلم لا یصلح لبشر ان یسجد
لبشر لو صلح لبشر ان
یسجد لبشر لامرت المرأة
ان تسجد لزوجها من عظم
حقه علیها رواه احمد
والنسائی (مواہب ج ا ص ۳۶۶)

جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم
دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ
کرے کیوں کہ عورت پر مرد
کے بڑے حقوق ہیں۔

حدیث (۲۳)

وروی البغوی فی شرح
السنة واحمد وابو نعیم
بسند صحیح عن ابی هریرة
قال جاء ذئب الی راعی غنم
فاخذ منه شاة فطلبه
الراعی فانتزعها منه قال
فصعد الذئب علی تل فاقعی
واستذفر وقال عمدت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت
ہے کہ ایک بھیڑیا بکریاں چرانے
والے کی طرف آیا اس ریوڑ
سے ایک بکری لے لی چرواہے
نے بھاگ کر بکری اس سے چھین
لی وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ
کر دُم کو دو پاؤں کے درمیان
دے کر بیٹھا اور کہنے لگا کہ

الی رزق رزقنیہ اللہ
اخذتہ ثم انتزعتہ
منی فقال الرجل تا اللہ
ان رأیت کالیوم ذئب
یتکلم فقال الذئب اعجب
من ھذا رجل فی النخلات
بین الحرتین یخبرکم بما
مضی وما ھو کائن بعدکم
ولا تتبعونہ قال وکان
الرجل یہودیا فجاء الی
النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فاخبرہ
واسلم فصدقہ النبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم قال
القاضی عیاض وفی بعض
الطرق عن ابی ھریرۃ
فقال الذئب انت
اعجب منی واقفا علی
غنمک وترکت نبیا لم
یبعث اللہ قط اعظم

میں نے تو اللہ تعالیٰ کا دیا رزق
لیا تھا لیکن تو نے مجھ سے وہ
چھین لیا ہے وہ چرواہا بولا
اللہ کی قسم آج کی طرح میں نے
کبھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا بول
رہا ہے بھیڑیئے نے کہا میرے
بولنے سے زیادہ تعجب ناک
بات یہ ہے کہ ایک شخص
ان کھجوروں میں دو پتھریلی زمینوں
کے درمیان موجود ہے جو تم کو
سب گزشتہ چیزوں کی اور
آئندہ ہونے والی سب باتوں
کی خبر دیتا ہے اور تم اس
کا اتباع نہیں کرتے
وہ چرواہا یہودی تھا تو وہ
آپ کی خدمت میں حاضر
ہوا آپ کو واقعہ بتایا اور
مسلمان ہو گیا تو نبی کریم صلے
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
اس شخص کو اس واقعہ کے
بیان میں سچا قرار دیا قاضی

منه عنده قدر"
وقد فتحت له ابواب
الجنة واشرف اهلها
على اصحابه ينظرون
قتالهم وما بينك وبينه
الا هذا الشعب فتصير
من جنود الله قال
الراعي من لي بغنمي
قال الذئب انا ارعيها
حتى ترجع فاسلم الرجل
اليه غنمه ومضى وذكر
قصته واسلامه ووجوده
النبي صلى الله تعالىٰ
عليه وسلم يقاتل
فقال له النبي صلى
الله تعالىٰ عليه وسلم
يقاتل فقال له النبي
صلى الله تعالىٰ عليه
وسلم عُد الى غنمك
تجدها بوفرها فوجدها
كذالك وذبح للذئب

عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
حضرت ابوہریرہ کی ایک
اور روایت بیان فرمائی وہ یہ
کہ بھیڑیے نے کہا کہ تو مجھ
سے زیادہ تعجب ناک ہے کہ
اپنی بکریاں لیے کھڑا ہے اور
اس کے لیے جنت کے دروازے
کھول دیے گئے ہیں اور جنت
والے اس نبی کے صحابہ کا جہاد
شوق سے دیکھ رہے ہیں
تیرے اور اس نبی کے درمیان
فقط یہ پہاڑی شعب ہے
اگر تو اس کے پاس جاتا تو
الٰہی فوج سے شمار ہوتا۔
چرواہے نے کہا میری بکریوں
کا ذمہ دار کون ہے؟ بھیڑیے
نے کہا تیرے واپس آنے
تک تیری ہی بکریاں میں چراؤں
گا اس شخص نے بکریاں اس
بھیڑیے کو سپرد کر دیں اور
وہاں سے چل پڑا اس شخص

شاۃ منہما (مواہب ج ۱ ص ۳۶۸) نے اپنا قصہ بیان کیا کہ میں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اور آپ کو
جہاں دیں پایا آپ نے اسے فرمایا تو اپنی بکریوں کی طرف واپس
جا تو ان سب کو صحیح وسالم پائے گا پھر وہ گیا تو بکریوں کو صحیح
وسالم پایا تو اس چرواہے نے اپنی خوشی سے ایک بکری ذبح کرکے
بھیڑیے کو دے دی۔

حدیث (۲۴)

وروی البیہقی فی الدلائل
عن جابر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قال کنا مع رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ فی سفر فاصابنا
عطش فجئنا الی رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قال فوضع یدہ
فی تور من ما بین یدیہ
قال فجعل الماء ینبع
من بین اصابعہ کانہ
العیون قال خذوا بسم
اللہ فشربنا فوسعنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ ہم ایک سفر
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں
بہت پیاس لگی تو ہم آپ کی
خدمت میں آئے حضرت جابر
فرماتے ہیں کہ آپ نے پانی
کے ایک جام میں اپنا ہاتھ رکھا
جو جام آپ کے سامنے موجود
تھا تو پانی آپ کی انگلیوں کے
درمیان سے چشمہ کی ابلنے لگا
آپ نے فرمایا بسم اللہ پڑھ
کر استعمال کرو تو ہم نے پانی

وكفانا ولو كنا مائة الف
لكفانا قلت لجابر كم كنتم
قال الفا وخمسمائة
(مواهب ج ا ص ٢٧)

پیا ہمارے لیے وہ پانی وسیع
اور کافی ہو گیا اگر ہم ایک لاکھ
ہوتے تو پھر بھی ہمیں کافی تھا حضرت
جابر سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے
تو فرمایا کہ ہم پندرہ سو تھے

حدیث (۳۵)

عن جابر في غزوة الخندق
قال فانكفأت الى امرأتي
فقلت هل عندك شئ
فاني رأيت بالنبي صلى
الله تعالى عليه وعلى
آله وسلم خمصا شديدا
فاخرجت جرابا فيه صاع
من شعير ولنا بهيمة
داجن فذبحتها وطحنت
الشعير حتى جعلنا اللحم
في البرمة ثم جئت النبي
صلى الله تعالى عليه
وعلى آله وسلم فساررته
فقلت يا رسول الله ذبحنا

غزوہ خندق میں حضرت جابر
سے روایت ہے کہ میں اپنی
بیوی کی طرف واپس لوٹا اور
کہا کہ تیرے پاس کوئی چیز ہے
میں نے تو رسول اللہ صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں سخت بھوک
محسوس کی ہے اس نے جو کی
ایک تھیلی نکالی جس میں ایک صاع
جو تھے اور ہمارا ایک پالتو لیلا
بھی تھا میں نے وہ لیلا ذبح
کیا اور میری بیوی نے وہ جو
پیس لیے حتیٰ کہ ہم نے گوشت
ہانڈی میں ڈالا پھر میں نبی کریم
صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

بهيمة لنا وطحنت صاعا
من شعير فتعال انت
ونفر معك فصاح النبي
صلى الله تعالى عليه
وعلى آله وسلم يا اهل
الخندق ان جابرا صنع
سورا فحي هلا بكم فقال
صلى الله تعالى عليه
وعلى آله وسلم لا تنزلن
برمتكم ولا تيخبزن
عجينكم حتى اجئ يرجال
فاخرجت له عجينا فبصق
فيه وبارك ثم عمدالى
برمتنا فبصق وبارك
ثم قال ادع خابزة
فلتخبز معك واقدحي
من برمتكم ولا تنزلوها
وهم الف فاقسم بالله
لقد اكلوا حتى تركوه
وانحرفوا وان برمتنا
لتغط كماهي اوز عجيننا

کی خدمت میں حاضر ہوا اور
آہستہ اور خفیہ طور عرض کیا یا
رسول اللہ! ہم نے ایک لیلا
ذبح کیا ہے اور ایک صاع
بھی یعنی چار سیر جو پیسے ہیں
اس لیے آپ تشریف لائیں اور
کے ساتھ پانچ سات آدمی بھی
آجائیں تو نبی صلے اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم نے پکار کر فرمایا
اے خندق والو! جابر نے کھانا
پکایا ہے تم سب آجاؤ آپ
نے فرمایا ہانڈی کو نیچے نہ اُتارنا
اور آٹے کی روٹی نہ پکانا جب
تک میں ان لوگوں کو لے کر نہ
آجاؤں جب آپ تشریف
لائے تو میری بیوی نے وہ
آٹا نکالا آپ نے اس میں
تھوکا اور برکت کی دعا فرمائی
پھر ہانڈی کے پاس آئے تو
اس میں بھی تھوکا اور برکت
کی دعا فرمائی حضرت جابر کی

لیخبزن کما هو رواه
البخاری ومسلم (مواہب
ج ۱ ص ۳۷۴)

بیوی سے فرمایا کہ ایک روٹی پکانے
والی بلالے جو تیرے ساتھ مل
کر روٹی پکائے اور ہانڈی سے
پیالے بھرتے جاؤ اور اسے نیچے مت اتارو ان اصحاب کی تعداد
ایک ہزار تھی اللہ کی قسم سب لوگوں نے کھایا اور باقی چھوڑ کر
واپس چلے گئے لیکن ہماری ہانڈی ویسی کی ویسی پُر تھی اور ہمارا
آٹا وہی کا وہی موجود تھا۔

(فائدہ) سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بے انتہا معجزات
کو پڑھنے سے ہر عاقل اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ آپ دنیا ومافیہا کے مالک
بنا دیئے گئے ہر چیز میں جس قسم کا تصرّف فرمائیں آپ کو قدرت حاصل
ہے ہاں ان تصرفات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے آپ ان تصرفات کے خالق
نہیں ماذون ومختار من اللہ ہیں کہ جب چاہیں جسے چاہیں تصرف فرمائیں
تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب تصرفات اور اختیار الکل چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) حضرت خزیمہ کی شہادت کو دو مردوں کی شہادت کے برابر قرار دیا
(۲) ابو بردہ بن نیار کو ماہہ بکرا قربانی کرنے کی اجازت فرمائی۔
(۳) ام عطیہ کو ایک خاندان کی اعانت کے لیے نوحہ کی اجازت فرمائی
(۴) بڑی عمر کے ایک شخص سالم مولی ابی حذیفہ کو سہلہ کا دودھ پلا کر سالم
کو بیٹا اور سہلہ کو ماں قرار دیا۔
(۵) احاطۂ حرم سے درخت اور گھاس کاٹنا منع فرمایا تو حضرت عباس

سے

اس معجزہ کی تفصیل فقیر نے المعجزات میں لکھی اس میں تاریخ خمیس کے حوالہ
سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے جابر کے دو مردہ بیٹے زندہ کیے ۱۲ = اویسی غفرلہ،

نے اذخر کا استثنا چاہا تو آپ نے اذخر کو مستثنےٰ فرما دیا

(۶) ایک صحابی کو پانچ نمازوں کے بجائے دو نمازوں کی اجازت بخشی

(۷) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بحالت جنب مسجد میں آنے جانے کی اجازت فرمائی

(۸) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تا حیات دوسری کسی عورت کرنے سے روک دیا وغیرہ وغیرہ۔

حدیث (۳۶)

عن نصر بن عاصم عن رجل منھم انہ اتی النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاسلم علی انہ لا یصلی الا صلوتین فقبل ذالک منہ۔

حضرت نصر بن عاصم سے روایت ہے کہ ہمارے خاندان کا ایک شخص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس شرط پر مسلمان ہوا کہ میں صرف دو نمازیں پڑھا کروں گا

تو آپ نے اس کی یہ شرط قبول فرمالی (زرقانی شرح مواہب)

فوائد الحدیث

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو من حیث البشر صرف بشر سمجھ کر مجبور محض ماننا کفار کا شیوہ تھا حالانکہ آپ کو من حیث النبوۃ ماننے کا نام ایمان ہے حضور علیہ السلام کو من حیث النبوۃ ماننے کے لیے محدثین نے شرائط لکھے ہیں چنانچہ شرح مواہب میں ہے کہ

قال الحکماء الاسلامیون — مسلمان حکماء نے کہا کہ ہر نبی

لابد فی النبی من ثلاثة
شروط احدها الاطلاع
علی المغیبات وهذا باتصال
روحه بالملائكة المقربین
ای العقول المنتقشة
بصور الكائنات وثانیهما
ان یطیعه هیولی العناصر
فیتصرف فیها من قلب
الهواء ماءً واحداث
السحب والامطار والزلازل
والصواعق وهذا لان كل
نفس فهی متصرفة فی
بدنها فلا یبعد عن
النفس القویة المجردة
متمثلة ویسمع كلامهم
وحیاً ولكن لا وجود لصورهم
وكلامهم الا فی الحس المشترك
كالرویاء الا ان غیرهم
لا یجد نحو ذالك الا فی
النوم وهم یجدون ذالك
فی الیقظة لقوة نفوسهم

ہیں تین شرطوں کا پایا جانا
ضروری ہے ایک یہ کہ اسے
غیوب پر اطلاع ہو یہ اس
لیے کہ اس کی روح مقربین فرشتوں
سے ملی ہوئی ہے یعنی وہ عقلیں
جن میں کائنات کی سب صورتیں
منقوش ہیں دوسری شرط یہ
ہے کہ عناصر کا ہیولی اس کا
فرماں بردار ہو وہ نبی اس ہیولی
میں جس طرح چاہے تصرف
کرے یعنی ہوا کو پانی بنا دے
بادل اور بارشیں پیدا کرے
اور زلزلے اور کڑکیں ظاہر
کرے کیونکہ ہر روح اپنے بدن
میں متصرف ہے تو طاقت
ور روح سے یہ بعید نہیں کہ
وہ دوسرے جسم میں تصرف
کرے اور تیسری شرط یہ ہے
کہ وہ نبی مجردات کو صورتِ
مثالیہ میں دیکھے اور پوشیدہ
طور پر ان کی بات سنے لیکن ان

کی صوتوں کا اور ان کی بات کا وجود فقط نبی کی حس مشترک ہی میں ہوتا
غیر نبی ایسی چیزوں کو خواب میں دیکھتے ہیں اور نبی اپنی روحانی طاقت
سے بیداری میں محسوس کرتے ہیں۔

ایسے ہی حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں۔

وھو یختص بانواع من
الخواص احدھا ان یعرف
حقائق الامور المتعلقة
باللہ وصفاته والملائکة
والدار الآخرة لاکما یعلمه
غیرہ بل مخالفاً له بکثرة
المعلومات وبزیادة الیقین
والتحقیق والکشف والثانی
ان له فی نفسه صفة
بها تتم له الافعال الخارقة
للعادات کما ان لنا صفة
بها تتم حرکات المقرونة
بارادتنا وباختیارنا وھی
القدرة وان کانت القدرة
والمقدور جمیعا من فعل
اللہ تعالیٰ والثالث ان
له صفة بها یبصر الملائکة

نبی کی چند خصوصیات ہیں جو
غیر نبی میں موجود نہیں ہوتیں ایک
یہ کہ نبی اللہ تعالیٰ اور اس کے
صفات اور ملائکہ اور دار آخرت
سے تعلق رکھنے والے امور کی
حقیقتوں کو جانتا ہے اس
طرح نہیں جس طرح دوسرے
جانتے ہیں بلکہ اس کا علم غیر کے
علم سے کثرتِ معلومات اور
بہت زیادہ یقین و تحقیق و کشف
میں ممتاز ہوتا ہے دوسری خصوصیت
نبی میں یہ ہوتی ہے کہ اس میں
ایک ایسی صفت موجود ہوتی
ہے جس سے اس کے معجزات
کی تکمیل ہوتی ہے جس طرح
ہم دوسرے انسانوں میں ایک
صفت ہوتی ہے جس سے

ویشاهدهم کما ان للبصیر صفة بها یضارق الاعمی حتی یدرك بها المبصرات والرابع ان له صفة بها یدرك ما سیکون فی الغیب اما فی الیقظة او فی المنام اذ بها یطالع اللوح المحفوظ فیری ما فیه من الغیب فهذه کمالات وصفات یعلم ثبوتها للانبیاء

(احیاء علوم الدین جلد چہارم ص۱۹۲)

ہماری حرکات ارادیہ واختیاریہ پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں وہ صفت قدرت ہے اگرچہ قدرت اور مقدور دونوں اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہیں یعنی نبی خوارق اور معجزات پر اس طرح قدرت رکھتا ہے جس طرح ہم اپنے حرکات ارادیہ پر پوری قدرت رکھتے ہیں نبی میں تیسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح آنکھوں والے میں دیکھنے کی صفت ہوتی ہے اور اسی صفت کی وجہ سے وہ اندھے سے ممتاز ہوتا ہے یعنی نبی فقط بینا اور باقی ساری امت کے افراد اسی کی نسبت نابینا ہوتے ہیں۔ نبی میں چوتھی خصوصیت یہ ہوتی ہے نبی میں ایک ایسی صفت بھی ہوتی ہے جس سے غیب کی آئندہ باتوں کو جان لیتا ہے یہ اس کا جاننا۔ بیداری میں یا نیند میں ہوتا ہے اسی صفت کی وجہ سے نبی لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے اس میں جو غیب ہیں ان سب کو دیکھتا ہے یہ ایسے کمالات ہیں جن کا ثبوت انبیاء کے لیے یقینی ہے"۔

علم غیب برائے نبوت کا انکار

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علم غیب (عطائی) کا انکار آج نہ صرف وہابیوں دیوبندیوں کو ہے بلکہ خود سرور کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منافقین کو تھا آپ کے بعد خوارج ومعتزلہ کو پھر ابن تیمیہ کو اب وہابیوں دیوبندیوں کو

عقیدۂ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ

دور حاضرہ میں وہابی دیوبندی صریح آیات واحادیث کو بھی توڑ مروڑ کر علم غیب للرسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار ہی انکار کرتے ہیں لیکن سلف صالحین کا طریقہ تھا کہ بعض وہ آیات جو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے لیے ہیں ان میں سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب کے اثبات کی کوشش فرماتے ہیں چنانچہ آیۃ الکرسی میں" یعلم ما بین ایدیھم الایۃ کی ضمیر یَعْلَمُ وحضور علیہ السلام کی طرف لوٹائی ہے کما قال مولانا اسماعیل الحقی فی تفسیرہ روح البیان، ویمکن ان یکون الھاء کنایۃ عنہ علیہ السلام یعنے اس میں احتمال یہ بھی ہے کہ اس ضمیر سے حضور علیہ السلام مراد ہوں اس کی تائید تفسیر نیشا پوری سے بھی ہوتی ہے کما قال تحت ھذہ الآیۃ،، یعلم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بین ایدھم من اولیات الامر من قبل الخلائق وما خلفھم من احوال القیامۃ یعنے حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے اور جو مخلوق کے بعد قیامت میں ہیں سب کو جانتے ہیں۔

منافقین کی چال

اور یہ چال منافقوں کی تھی کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب،

کو واضح بیان کرنے کے باوجود بھی انکار کر دیتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرمایا۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فآمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم (سورہ آل عمران رکوع ۱۸)

اور اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب پر تمہیں آگاہ نہیں کرتا بلکہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے بہت بڑا اجر ہے

فائدہ اس آیت کا شان نزول اکثر تفاسیر میں حضرت سُدّی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یوں مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم: عرضت علیّ امتی فی صورہا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یؤمن بی ومن یکفر میری امت اپنی اصلی صورتوں میں مٹی میں تھیں میرے روبرو پیش کی گئی حضرت آدم علیہ السلام کے پیش کی گئی تب میں نے ہر ایک شخص کو پہچان لیا کہ جو مجھ پر ایمان لائیگا اور جو انکار کریگا منافقوں نے جب یہ بات سنی تو ہنسی ومذاق کرتے ہوئے کہا،، زعم محمد صلے اللہ علیہ وسلم یعلم من یؤمن بہ ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا،، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ اسے علم ہے کہ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے کہ کون ایمان لائیگا اور کون کفر کریگا ہم تو ان کے ہر وقت ساتھ رہتے ہیں ہماری تو اسے کوئی خبر بھی نہیں یہ بات نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ ناراض ہو کر منبر پر تشریف

لا کر فرمایا حمد و ثنا کے بعد" ما بال اقوام طعنوا فی علمی" ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم و غیب پر طعن کرتے ہیں لا تسألونی عن شیء فیما بینکم و بین الساعۃ الا نبأتکم بہ" مجھ سے قیامت تک کے حالات جو کچھ چاہو پوچھ سکتے ہو میں ان کو ذرہ ذرہ کی خبر دوں گا حضرت سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا حذافہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر کہنے لگے رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالقرآن اماما و بک نبیا فاعف عنا عفی اللہ عنک ہم اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور آپ سے جو آپ نے فرمایا فہل انتم منتہون" کیا تم کچھ اور نہیں پوچھنا چاہتے تم نے پوچھنے سے کیوں بس کر دی اس کے بعد منبر شریف سے اترے تو اسی وقت مذکورہ آیت اتری کذا فی معالم التنزیل تفسیر نیشاپوری و روح المعانی و کبیر و لباب النقول و اسباب النزول للواحدی وغیرہا حضرت ابن عباس اور ضحاک اور مقاتل اور کلبی اور اکثر مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب کفار اور منافقین کو ہے۔

انتباہ شان نزول کو غور سے پڑھئے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف پر طعنہ زن کون گستاخ بے ادب تھے اور پھر اس طعنہ سے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو کتنا رنج اور غصہ ہوا اور مؤمن صحابہ کرام کی شان اس بارہ میں کس طرح تھی اب بھی وہابیہ دیوبندیہ علم غیب پر طعنہ زن ہیں اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رنج و غصہ کی خبر قبر یا حشر میں معلوم ہو گی کہ جب فرمایا جائے گا" سحقا

سحقاً دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ" اور ہم بحمدہٖ صحابہ کرام کے طریق پر چل رہے ہیں کہ ہر غیب بتلانے پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ منکرین و مخالفین کے ساتھ شب و روز لڑائی و جھگڑا رکھتے ہیں باقی نطانت و تحقیقات علم غیب رسول فی القرآن میں دیکھئے۔"

حدیث (۳۷)

عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم انا سید ولد اٰدم یومَ القیمۃ وَ اوّل من ینشق عنہ القبرُ وَ اوّل شافعٍ وَ اوّل مشفع (رواہ مسلم)	سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دن قیامت کے آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے میں شفاعت کراؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہو گی۔"

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے فضل ہیں اہلسنت کا مذہب ہے کہ مسلمان آدمی فرشتوں سے افضل ہے اور حضور علیہ السلام تمام آدمیوں سے بلکہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

(۲) یہ بھی معلوم حضور صلے علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں ایک صفت یہ بھی ہے سب سے پہلے قبر سے اٹھیں گے اور سب سے پہلے شفاعت کرائیں گے اس سے پہلے آپ کی شفاعت مقبول ہو گی پس اگر کوئی دوسرا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے دور میں ایسے بدبخت پیدا ہو گئے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہزاروں محمد پیدا کر دے تو حرج نہیں ان پر ہمارا سوال ہے کہ اگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور محمد پیدا ہو تو ضرور ہے کہ اس میں بھی یہ اولیت پائی جائے ورنہ وہ مثل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوگا پھر اگر یہ اولیت اس میں بھی ہو تو لازم آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے آپ کو اول شافع واول مشفع کہا ہے (معاذ اللہ) جھوٹ ہے کیوں کہ ایک دوسرا بھی اول شافع ہے فاللازم باطل والملزوم مثلہ معلوم ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ پیدا ہوا نہ آئندہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے اسی واسطے کسی بزرگ نے کہا ہے

مِثْلُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ لَا يُمْكِنُ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مَنْ قَالَ بِالْإِمْكَانِ فَهُوَ كَافِرٌ

(ترجمہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل ناممکن ہے جو اسے ممکن مانتا ہے وہ گمراہ ہے تفصیل پڑھیے فقیر کی تصنیف الاکسیر فی امتناع النظیر

حدیث (۳۸)

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثلی ومثل الأنبياء كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به النظار	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بہت خوبصورت محل بنا ہے اور اس میں سے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی جائے دیکھنے والے اسے دیکھیں

يتعجبون من حسن بنيانه
الا موضع اللبنة فكنت
انا سددت موضع اللبنة
ختم بی البنیان وختم بی
الرسل وفی روایة فانا اللبنة
وانا خاتم النبیین علیہ

اور اس اینٹ کی جگہ کو دیکھ کر
تعجب کریں ہیں نے اس
اینٹ کی جگہ کو بند کیا میرے
ساتھ وہ عمارت ختم کی گئی
میرے ساتھ رسول بھی ختم
کیے گئے ایک روایت ہے کہ
میں وہ اینٹ ہوں اور میں ہوں اور میں ہوں نبیوں کے ختم کرنے
والا یعنی آخری نبی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا

(فوائد) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قصر نبوت کی ایک اینٹ باقی تھی جس کی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے تکمیل ہو گئی اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہ آیا ہے نہ آئندہ آئے گا اس لیے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی بننے والا جھوٹا ہے اور اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ جب قصر نبوت میں ایک ہی اینٹ کی جگہ تھی جو حضور علیہ السلام نے پر کر دی تو دوسرا نبی کیسے آ سکتا ہے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل کوئی پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خاتم النبیین بھی

دوسرا بھی حضور علیہ السلام جیسا ہو تو ضروری ہے کہ وہ خاتم النبیین ہو پھر اگر وہی خاتم النبیین ہو تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا ہے اور خود سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے جھوٹ ہے اور جھوٹ اللہ تعالیٰ

پر محال ہے لہذا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا ہونا بھی محال ہے۔

حدیث (۳۹)

ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے۔

قالت لما نزلت هذه	ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں
الآية يبايعنك على ان	کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
لا يشركن بالله شيئاً	یبایعنک علی ان لا یشرکن)
ولا يعصينك في معروف	کہ اے نبی جب عورتیں آپکی بیعت
قالت يارسول الا ال	اس شرط پر کریں کہ وہ شرک نہ
فلان فانهم كانوا اسعدونی	کرے گی اور آپ کے حکم شرعی
فی الجاهلية فلا بدلی	کی بے فرمانی نہیں کریں گی کہا اس
من ان اسعدهم فقال	نے کہ نیاحت یعنی نوحہ کرنا ہی
رسول الله عليه وسلم	میں تھا یعنی شرعی حکم کی نافرمانی
الا آل فلان (رواه مسلم	تھی میں نے عرض کیا یارسول اللہ
(صفحہ ۳۰۳ ج ۱)	مگر فلاں آل کو مستثنیٰ فرمائیں کہ

انہوں نے جاہلیت میں میری موافقت کی تھی تو مجھے ضروری ہے کہ میں بھی ان سے موافقت کروں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (الا آل فلان مگر آل فلاں اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار حاصل تھا کہ جس کو آپ چاہیں عموم حکم سے خاص کر لیں۔ بین کرنا مطلقاً ممنوع ہے لیکن ام عطیہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے رخصت دی اور وہ بھی آل فلاں کے لیے
جس سے معلوم ہوا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی سب کو بین کرنا حلال
نہیں اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو بھی بجز آل فلاں کسی دوسری آل کے لیے
جائز نہیں امام نووی شارح مسلم اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں
وللشارع ان یخص من العموم ما شاء۔ کہ شارع علیہ السلام جو چاہیں
عموم سے خاص کر سکتے ہیں سبحان اللہ! کیسا اختیار ہے عام حکم سے جس
کو چاہیں یا جو چاہیں آپ خاص کر سکتے ہیں کاش وہ لوگ جو حضور علیہ
السلام کو بے اختیار سمجھتے ہیں تعصب کی عینک اتار کر اس حدیث میں
نظر کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کس قدر
وسیع اختیار ہے۔

حدیث (۴۰)

صحیح بخاری ص۸۳۲ جلد ۲ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال النبی صلے اللہ	فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم ان اول	نے کہ اس دن عید الضحٰے کے
ما نبدء بہ فی یومنا	دن سب سے پہلے ہم نماز پڑھیں
ھذا ان نصلی ثم	گے پھر نحر کریں گے جس نے
نرجع فننحر من فعلہ	ایسا کیا اس نے ہماری سنت
فقد اصاب سنتنا ومن	پر عمل کیا اور جس نے نماز کے
ذبح قبل فانما ھو لحم	پہلے ذبح کیا وہ گوشت ہے
قدمہ لاھلہ لیس	جو اس نے اہل کے لیے آگے

من النسك فی شیٔ فقام ابو بردة وقد ذبح فقال ان
عندی جذعة قال اذبحها ولن تجزی عن احدٍ بعدك
(ترجمہ) بھیجا قربانی میں وہ نہیں ہے تو ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے
ہوئے جو نماز سے پہلے ذبح کر چکے تھے عرض کی کہ میرے پاس
ایک جذعہ ہے آپ نے فرمایا تو اسے ذبح کر اور تیرے بعد کسی
کو جذعہ کا قربانی کرنا کافی نہیں ہوگا۔

(فائدہ) اس حدیث میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیار ثابت ہوتا ہے
کہ جذعہ کا قربانی کرنا بجز ابو بردہ کے کسی کو جائز نہیں قرار دیا جس سے معلوم
ہوا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور تشریعیہ میں بھی اختیار
منجانب اللہ حاصل ہے۔

تتمہ آخری میں ایک حدیث عرض کر دوں جس میں شان رسالت
کا بیان صراحتہً اور صحابہ کرام کی فضیلت کنایۃً ہے۔
حدیث شریف میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اے انس! لوگ بہت سے شہروں کو
بسائیں گے اور ان شہروں میں سے ایک
شہر کو بصرہ کہا جائے گا اگر تو اس شہر
کے پاس سے گزرے یا اس میں داخل ہو
تو اس شہر کی نمکین زمین اور ندی کے
ساحل اور کھجوروں کے باغات اور بازاروں

سے اور اس شہر کے امراء کے دروازوں
سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا اور بصرہ
کی ان زمینوں کو لازم پکڑنا جو ضواحی
کہلاتی ہیں کیونکہ بصرہ میں زمین کا دھنس
جانا اور پتھراؤ اور زلزلہ ہوگا اور ایک
قوم رات کو سوئے گی اور صبح کو اٹھے
گی تو بندر اور سؤر ہو جائے گی
(مشکوۃ ج ۲ صـ ۴۶۸)

(فائدہ) بصرہ عراق کا بہت ہی مشہور اور تاریخی شہر ہے ضواحی وہ ریتیلی زمین جو سورج کی روشنی میں چمکتی اور دور سے صاف نظر آتی ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ ہوں گی اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے مسخ نہیں کیے جائیں گے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اس امت میں مسخ عام نہیں ہوگا کہ بنی اسرائیل کی طرح پوری پوری بستیاں مسخ کردی جائیں مگر مسخ خاص یعنی خاص خاص چند افراد کا مسخ تو اس امت میں بھی ہوگا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ فرقہ قدریہ" میں سے کچھ لوگ مسخ کیے جائیں گے ممکن ہے کہ بصرہ میں کچھ لوگ فرقہ قدریہ کے آباد ہو گئے ہوں جن کو قہر خداوندی مسخ کرکے بندر اور سور بنا دے گا
(اشعۃ اللمعات ج ۴ صـ ۳۰۸)

گستاخان صحابہ کا انجام بد

(۱) مصر کے فاطمی دور حکومت میں ہر سال عاشورا (دسویں محرم)

کے دن رافضیوں کا ایک گروہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ مبارکہ کے اندر جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق
و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا ناگہاں ایک
سائل اس قبہ میں داخل ہوا اور یہ کہا کہ کون ہے جو حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی محبت میں مجھے کھانا کھلا دے ؟ ایک بوڑھے خبیث رافضی
نے اس سائل کو اپنے گھر لے جا کر سائل کی زبان کاٹ ڈالی اور اس کے ہاتھ
پر رکھ کر کہا کہ لے یہ ہے ابو بکر کی محبت، کا بدلہ سائل اپنی زبان کو ہاتھ
میں لیے ہوئے مسجد نبوی کے دروازہ پر بیٹھ کر رونے لگا اور روتے
روتے سو گیا خواب میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخین
رضی اللہ عنہما کی زیارت سے مشرف ہوا پھر یہ دیکھا کہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس
شخص کی زبان اس کے منہ میں رکھ دو چنانچہ انہوں نے رکھ دی اس
کے بعد سائل بیدار ہوا تو اس کی زبان اس کے منہ میں بدستور سابق تھی
اور کوئی تکلیف بھی نہیں تھی پھر سائل نے سال بھر کے بعد عاشوراء کے دن
اسی قبہ میں جا کر کھانے کا سوال کیا تو ایک نوجوان اس کو اپنے گھر لے گیا
اد سائل کو کھلا پلا کر اس کا بہت زیادہ اعزاز کیا سائل نے تعجب کے
ساتھ پوچھا کہ گذشتہ سال جب میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کا نام کر کھانے کا سوال کیا تھا تو میری زبان کاٹی گئی تھی اور امسال میرا
اس قدر اعزاز کیا جا رہا ہے آخر اس کا سبب کیا ہے ؟

جوان نے کہا اے شخص جس نے تیری زبان کاٹی تھی وہ میرا باپ تھا
تیری زبان کاٹتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے بندر بنا دیا چنانچہ

دروازے کا پردہ ہٹا کر اس جوان نے سائل کو دکھا دیا کہ دیکھ یہی میرا باپ ہے جس نے تیری زبان کاٹی تھی سائل نے دیکھا کہ گھر میں ایک بندر بندھا ہوا بیٹھا ہے اس کے بعد جوان نے کہا کہ تم نے جو دیکھا اس کو لوگوں سے چھپانا اور یہ کہا کہ اس کا انجام دیکھ کر ہم لوگوں نے رافضی مذہب سے توبہ کر لی ہے اس واقعہ کو علامہ سمہودی نے اپنی کتاب ذواخیر میں اور علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں ذکر کیا ہے اور ان دونوں کے علاوہ علامہ قسطلانی وغیرہ نے بھی اس واقعہ کو تحریر کیا ہے

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۱۴۷ جلد ثانی)

(۲) ذواخیر ہی میں لکھا ہے کہ حلب میں ایک آدمی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا جب یہ مر گیا تو شہر کے چند نوجوانوں نے اس کی قبر کھود کر دیکھا تو قبر میں ایک سور پڑا ہوا تھا نوجوانوں نے اس کو گھسیٹ کر قبر سے نکالا اور اس کو آگ میں جلا ڈالا

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۷ جلد ثانی)

نمازی کا گستاخ

حلب میں ایک مسلمان نماز پڑھ رہا تھا ایک آدمی اس سے کھلواڑ کرنے لگا مگر اس مسلمان نے نماز نہ توڑی اور نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پوری کر لی اور جیسے ہی اس نے اسلام پھیرا فوراً ہی کھلواڑ کرنے والے کا چہرہ خنزیر (سور) کی شکل کا ہو گیا اور وہ جنگل کی طرف بھاگتا ہوا چلا گیا۔

اس طرح کے متعدد واقعات فقیر کی تصنیف گستاخوں کا برا انجام پڑھیے۔

تمت الرسالۃ بالخیر۔ محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاول پور پاکستان ۱۳ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ۔

عارف حقانی، شیرِ ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

کے تصرف، کراماتِ جلیلہ اور کمالاتِ جمیلہ پر نہایت جامع اور مستند دستاویز

کراماتِ شیرِ ربانیؒ

تصنیف

حضرت مولانا غلام یار مکوی نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

والد ماجد حضرت پیر میاں محمد حفیظ اللہ صاحب مکوی نقشبندی مدظلہ

ناشر

مولانا الحاج قاری غلام عباس نقشبندی مجددی شرقپوری

ناظم اعلیٰ جامعہ رضائے مصطفےٰ موتی مسجد نوشہرہ ورکاں (گوجرانوالہ)

ملنے کا پتہ

مکتبہ حضرت میاں صاحب (علیہ الرحمۃ) شرقپور شریف شیخوپورہ